شمارہ نمبر 19 | جولائی/اگست 2014۔ رمضان/شوال 1435ھ

نُصرۃ

میگزین

رمضان اور توکل

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ
(امیر حزب التحریر)
سیاسی حقیقت کو پہچاننا

کفریہ نظام میں شرکت

نوید بٹ کا اغواء
دو سال حد ہو گئی

دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے

چین کا مقابلہ کرنے کی بھارتی پالیسی پر امریکی اثرات

نصرة میگزین / شمارہ : 18

مئی/جون 2014۔رجب/شعبان 1435 ہجری

اس شمارے میں

اداریہ: رمضان اور توکل

رمضان کے مہینے میں امت مسلمہ مسلمانوں کی ان عظیم فتوحات کو یاد کرتی ہے جو انہوں نے بدر میں مغرور قریش، عین جالوت میں ٹڈی دل تاتاریوں اور حطین میں وحشی صلیبیوں جیسے طاقتور دشمنوں کے خلاف حاصل کیں تھیں۔ یہ فتوحات اس طرح سے حاصل کیں گئی تھیں کہ صورتحال بری طرح سے مسلمانوں کے خلاف تھی جس کی وجہ سے ان کامیابیوں کا دنیا کی سیاست پر بہت گہرا اثر پڑا تھا۔ ان کامیابیوں کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ مسلمانوں نے اللہ کی جانب سے عطا کیے گئے مادی وسائل پر ہی بھروسہ نہیں کیا تھا بلکہ مسلمانوں نے کامیابی کے لیے صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالٰی کی ذات پر توکل اور اعتماد کیا تھا۔

اس قسم کا توکل زبردست سیاسی نتائج کا حامل ہوتا ہے جس کی ہمارے لیے آج بہت زیادہ اہمیت ہے۔ مسلمانوں کی کوئی ایک فتح بھی کسی غیر قوم پر بھروسے کا نتیجہ نہیں تھی چاہے وہ روم ہوں یا فارس اور بعد کی صدیوں میں چاہے یورپی ہوں۔ اس قسم کی طاقت ایک زبردست تحفہ ہے۔ غیر ملکی اقوام دوسری اقوام کے ساتھ اتحاد بنا کر اپنی طاقت کو بڑھاتی ہیں اور اتحادی بننے والی اقوام خیرات میں اپنی طاقت فراہم نہیں کرتیں۔ کوئی بھی قوم جو اپنی قسمت کا فیصلہ دوسری اقوام کے ہاتھ میں دیتی ہے وہ بعد میں صرف پچھتاتی ہے۔ اور اگر ایسا عمل کوئی قوم نتائج کے متعلق جاننے کا باوجود کرتی ہے تو یہ کسی بھی طرح سنگین ترین غداری سے کم نہیں۔

اس کی واضح مثال موجودہ پاکستان کی ہے جس کے فیصلوں کو اس کے حکمرانوں نے امریکہ کے ساتھ نتھی کیا ہوا ہے۔ امریکہ پر بھروسہ کرنے کے ساتھ ساتھ حکمرانوں نے امریکہ کو افغانستان پر حملہ کرنے میں معاونت فراہم کی اور اب امریکی افواج ہم سے چند قدم کی دوری پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ امریکیوں کا اس خطے سے جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے جزوی انخلاء کے پردے میں مستقل اڈے قائم کر رہے ہیں۔ امریکہ پر بھروسہ کرنے کا مطلب امریکی افواج اور انٹیلی جنس کا مستقل بنیادوں پر ہمارے ملک میں قیام ہے۔ یہ امریکہ کی ہی موجودگی ہے جس کی وجہ سے ملک میں بدامنی کا طوفان برپا ہے تاکہ اس کو بنیاد بنا کر امریکی مطالبے پر ہماری افواج کو قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن پر مجبور کیا جائے۔ امریکہ پر بھروسے کا مطلب ہے کہ مسئلہ کشمیر، ہماری فوجی صلاحیت، ہماری مارکیٹ اور صنعتوں کی قیمت پر بھارت کو زبردست مراعات فراہم کی جائیں۔ اور یہ سب کچھ اس لیے کیا جائے تاکہ امریکہ بھارت کو خطے کی طاقتور ریاست بنا کر اسے چین کے مدمقابل کھڑا کر سکے اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ میں رکاوٹ پیدا کر سکے۔ اور امریکہ کے آلہ کار اداروں آئی۔ایم۔ایف اور ورلڈ بینک پر بھروسے کا مطلب یہ ہے کہ عوام کو ان کے توانائی اور معدنی وسائل سے نجکاری کے نام پر محروم کر دیا جائے اور اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی پاکستان کی صلاحیت کو کمزور کر دیا جائے۔

غیر ملکی اقوام پر بھروسہ کرنے کی روش طاقت کے حصول کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ یہ ایسی یقینی حکمت عملی ہے جس کے نتیجے میں ہمارے پاس جو تھوڑی بہت صلاحیت، طاقت، تحفظ یا خوشحالی موجود ہے اس سے بھی ہم محروم کر دیے جائیں۔ مسلمانوں کو اس تباہی و بربادی کے راستے کو مسترد کر دینا چاہیے اور اس کے ساتھ ان حکمرانوں کو بھی جو اس راستے پر اس قوم کو لے جانا چاہتے ہیں۔ امت کو اپنی پوری قوت اور صلاحیت کے ساتھ اسلام کی واپسی کی کوشش یعنی اس کے ریاست اور آئین، ریاست خلافت کے قیام کی جدوجہد میں شامل ہو جانا چاہیے کیونکہ یہی واحد نشاۃ ثانیہ کی راہ ہے۔ ایک اسلامی ریاست خلافت اللہ کی جانب سے اس امت کو عطا کی گئی بے شمار نعمتوں کو یکجا کرے گی اور ان کے اثرات کو اللہ پر بھروسے کے ذریعے کئی گنا بڑھا دے گی۔ اللہ سبحانہ وتعالٰی فرماتے ہیں:

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلاَ غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلْ الْمُؤْمِنُونَ

"اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا لیکن اگر وہ تمھیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو صرف اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے" (آلِ عمران:160)

تفسیر سورۃ البقرۃ: سیاسی شعور



مشہور فقیہ اور رہنما، امیر حزب التحریر، شیخ عطاء بن خلیل ابو الرَشتہ کی کتاب "**التیسیر فی اصول التفسیر**" سے اقتباس

ہم اس مقام پر ایک لمحے کیلئے رُکیں اور سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی بدمزاجیوں اور فریب کاریوں، حاسدانہ سیاسی کاروائیوں، ان کے داؤ پیچ اور ناکام کوششوں کا جس پیرائے میں ذکر کیا ہے، اس پر غور کریں تاکہ اسلام اور اس کے علمبرداروں کی نسبت سے علاقائی وعالمی حالات کے بارے میں آگاہی اور اس کے متعلق حکم شرعی کو معلوم کیا جائے۔

اس تصویر کو مزید واضح کرنے کیلئے ضروری ہے کہ مکہ کی صورتحال کو سامنے رکھا جائے، جبکہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ کے جاہلی معاشرے کے ساتھ فکری وسیاسی کشمکش کر رہے تھے۔ بعدازیں مدینہ میں کفار اور بالخصوص یہودیوں کے ساتھ سیاسی وفکری اور مادی کشمکش پر غور کریں جبکہ مسلمانوں کی اپنی ریاست وجود میں آچکی تھی جو اسلام کو نافذ کر رہی تھی، حدود کو قائم کر رہی، لشکر کشی کر رہی تھی اور دعوت وجہاد کے ذریعے اسلام کی نشرواشاعت کا فریضا سرانجام دے رہی تھی۔

اس بنا پر ہم مدینے کی اسلامی ریاست کے قیام سے قبل مکہ کے اندر دعوت کے مرحلے میں کفر کے ساتھ فکری وسیاسی کشمکش کی حقیقت کو پہلے سامنے رکھتے ہیں۔

شرعی دلائل کی چھان بین اور ان واقعات سے جو اس وقت جاری تھے، واضح ہوتا ہے کہ:

اول: مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر آیات اُترتی تھیں جو کفریہ جاہلی معاشرے کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر اسلام کے نور کی طرف لانے کیلئے اسلامی عقیدے کو بیان کرتی تھیں۔ ایسی آیات بھی اُترتی تھیں جو کفریہ عقائد کے فساد کو واضح کرتی تھیں، ان کی بے وقوفی اور ان کے معبودانِ باطل کی بے بسی، عاجزی و درماندگی بتا کر ان کے پر فکری حجت قائم کرتی تھیں۔ تو یہ کشمکش دعوت اسلامی اور اہل کفر کے درمیان عقیدے اور فکر کی کشمکش تھی۔ انشاء اللہ ہم کسی اور موقع پر اس پر بات کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ کفر کے سرداروں پر تنقید اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کرنے اور ان کی نفرت کو واضح کرنے کی ایک سیاسی کشمکش بھی برپا تھی۔ یہ سردار اللہ کے راستے سے روکتے اور اسلام کے علمبرداروں کو سزائیں دیتے، ان کو اذیتیں دیتے، اور ظلم وستم کے وہ تمام وسائل جو ان کو میسر ہوتے تھے، بروئے کار لا کر اللہ کی دعوت کے مقابلے میں کھڑے ہوتے تھے۔

کفر اور اس کے پیروکاروں اور اسلامی دعوت کے درمیان فکری اور عقیدے کی کشمکش کو ہم کسی اور جگہ زیر بحث لائیں گے، انشاء اللہ۔ یہاں ہم کفر کے سرداروں کے بارے میں سیاسی آگاہی پر بات کریں گے جیسا کہ قرآن نے زبردست انداز میں اس کو بیان کیا ہے۔ یہ ان آیات سے واضح ہے جو ان کے اعلانیہ فساد اور خباثتِ باطنی کو واشگاف انداز میں بیان کرتی ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشوں کو بے نقاب کرتی ہیں۔

1۔ آپ ابولہب کی مثال لیجئے، اللہ تعالیٰ نے کفر کی حالت پر اس کی ہلاکت بیان کی ہے اور یہ کہ اس کا مال اس کو کوئی بھی فائدہ نہیں دے سکتا کہ اس کی سزا میں تاخیر ہو جائے، بلکہ وہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہے گا اور اپنے بُرے کردار کی وجہ سے اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ ہو گی جو رسول اللہ ﷺ کے راستے میں اذیت پہنچانے کیلئے کانٹے دار لکڑیاں بچھا دیا کرتی تھی۔ سورۃ المسد میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **(تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ • مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ • سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ • وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ • فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ)** "ابولہب کے ہاتھ برباد ہوں اور وہ خود برباد ہو چکا ہے۔ اس کی دولت اور اس نے جو کمائی کی تھی، وہ اس کے کچھ کام نہیں آئی۔ وہ بھڑکتے شعلوں والی آگ میں ہو گا اور اس کی بیوی بھی، لکڑیاں ڈھوتی ہوئی۔ اپنی گردن میں مونجھ کی رسی لئے ہوئے" (سورۃ المسد)۔

2۔ قرآن نے ولید بن مغیرہ کے حالات بیان کئے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس کے سامنے قرآن پڑھا۔ اس پر ولید کا دل نرم پڑ گیا۔ اس کی خبر ابوجہل کو ہوئی تو ابوجہل اس کے

پاس آکر کہنے لگا: چچا! محمد کے بارے میں کوئی ایسی بات کہہ دیجئے جس سے آپ کی قوم کو پتہ چلے کہ آپ محمد کو ناپسند کرتے ہو اور اسے برا سمجھتے ہو۔ ولید نے کہا: کیا کہوں گا؟ اللہ کی قسم مجھ سے زیادہ شعر جاننے والا کوئی اور آدمی تمہارے درمیان موجود نہیں۔ محمد جو کلام پیش کرتے ہیں، شاعرانہ کلام نہیں اور اللہ کی قسم ان کے کلام میں مٹھاس ہوتی ہے اور اپنی آب وتاب رکھتا ہے، اس کا ظاہر وباطن چمکدار ہے، یہ بالادست ہی رہتاہے، اس کو زیر نہیں کیاجاسکتا، اس کی زد میں آنے والی ہر چیز کو چکناچور کرکے رکھ دیتاہے۔ ابوجہل کہنے لگا: کچھ کہے بغیر یہ لوگ مطمئن نہیں ہوں گے۔ اس نے کہا: اچھا مجھے ذراسوچنے دے۔ اس نے کچھ دیر سوچ کر بات بنائی کہ "یہ تو روایتی جادو ہے جو اس نے دوسروں سے حاصل کیاہے"۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس بات کو بے نقاب کرنے کے لیے یہ آیات نازل کیں **(ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا • وَجَعَلْتُ لَهُ مَالاً مَمْدُودًا • وَبَنِينَ شُهُودًا • وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا • ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ • كَلاَّ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا • سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا • إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ • فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ • ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ•ثُمَّ نَظَرَ • ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ • ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ • فَقَالَ إِنْ هَذَا إِلاَّ سِحْرٌ يُؤْثَرُ • إِنْ هَذَا إِلاَّ قَوْلُ الْبَشَرِ)** "اس شخص کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔ اور اس کو مال دیا جو دور تک پھیلا پڑا ہے اور بیٹے دیے جو سامنے موجود رہتے ہیں اور اس کے لئے ہر کام کے راستے ہموار کر دیے۔ پھر بھی وہ یہ لالچ کرتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔ ہرگز نہیں ! وہ ہماری آیتوں کا دشمن بن گیاہے۔ عنقریب میں اسے کٹھن چڑھائی پر چڑھاؤں گا۔ اس کا حال یہ ہے کہ اس نے سوچ کر ایک بات بنائی۔ خدا کی مار ہو اس پر کہ کیسی بات بنائی۔ دوبارہ خدا کی مار ہو اس پر کہ کیسی بات بنائی ! پھر اس نے نظر دوڑائی۔ پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔ پھر پیچھے کو مڑا، اور غرور دکھایا۔ پھر کہنے لگا کہ: کچھ نہیں یہ تو ایک روایتی جادو ہے۔ کچھ نہیں یہ تو ایک انسان کا کلام ہے" (المدثر:11-25)۔

3۔ ابو جہل دھمکیاں دیتے ہوئے کہتاہے : کیا محمد تمہاری موجودگی میں اپنا چہرہ خاک آلود کر دیتاہے ؟جواب دیا گیا: ہاں! تو اس نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے اسے ایسا کرتے دیکھا، میں اس کی گردن کو پاؤں کے نیچے دبوچ لوں گا اور اس کے چہرے کو مٹی میں رگڑ دوں گا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں **(كَلاَّ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعَا بِالنَّاصِيَةِ • نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ • فَلْيَدْعُ نَادِيَه • سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ)** "خبردار! اگر وہ باز نہیں آیا، تو ہم (اسے) پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹ لیں گے، اس پیشانی کے بال جو جھوٹی ہے، گنہگار ہے۔ اب وہ بلالے اپنی مجلس والوں کو ہم دوزخ کے فرشتوں کو بلالیں گے " (العلق:15-18)۔

ابو جہل اللہ تعالیٰ کی آیات کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ اپنے ساتھ کھجور اور مکھن لے کر آتا، اور کہتا آؤ بھئی زقوم (تھوہر) کھالیں۔ یہ وہ زقوم ہے جس کا وعدہ محمد تم سے کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیات نازل کیں **(إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ • طَعَامُ الأَثِيمِ • كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ • كَغَلْيِ الْحَمِيمِ • خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَى سَوَاءِ الْجَحِيمِ • ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ • ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ)** "یقین جانو کہ زقوم کا درخت، گنہگار کا کھانا ہوگا، تیل کی تلچھٹ جیسا۔ وہ لوگوں کے پیٹ میں اس طرح جوش مارے گا جیسے کھولتا ہوا پانی۔ (فرشتوں سے کہاجائے گا): اس کو پکڑو، اور گھسیٹ کر دوزخ کے بیچوں بیچ تک لے جاؤ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب اُنڈیل دو۔ (کہاجائے گا کہ) لے چکھ۔ بے شک تو ہی ہے وہ بڑاصاحب اقتدار، بڑاعزت والا!" (الدخان:43-46)۔

4۔ اخنس ابن شریق ایک فسادی، جھوٹا اور نکما شخص تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فصیح وبلیغ انداز میں آیات نازل کیں جو اس کے فساد طبع اور بدنسلی کو بیان کرتی ہیں، **(وَلاَ تُطِعْ كُلَّ حَلاَّفٍ مَهِينٍ • هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ • مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ • عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ)** "اور کسی بھی ایسے شخص کی باتوں میں نہ آنا جو بہت قسمیں کھانے والا، بے وقعت شخص ہے، طعنے دینے کا عادی ہے، چغلیاں لگاتا پھرتاہے، بھلائی سے روکنے والا، زیادتی کرنے والا، بدعمل ہے، بدمزاج ہے اور اس کے علاوہ نچلے نسب والا بھی" (القلم:10-13)۔

5۔ عقبہ ابن معیط رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا، تو ابی بن خلف اس کو ڈانٹتا تھا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں **(وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَالَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلاً • يَاوَيْلَتِي لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلاَنًا خَلِيلاً لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنْ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلإِنسَانِ خَذُولاً)** "اور جس دن ظالم انسان (حسرت سے) اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا، اور کہے گا: کاش میں نے پیغمبر کی ہمراہی اختیار کرلی ہوتی! ہائے میری بربادی! کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا! میرے پاس نصیحت آچکی تھی، مگر اس (دوست) نے مجھے اس سے بھٹکادیا۔ اور شیطان تو ہے ہی ایسا کہ وقت پڑنے پر انسان کو بے کس چھوڑ جاتاہے" (الفرقان:27-29)۔

یہ اور ان جیسی دیگر آیات دعوت اسلامی کے لئے رکاوٹ بننے والی مؤثر قوتوں اور ان کی سازشوں، بغض وحسد اور غداری ومکاری سے بھرپور ان کی کنجوس طبیعتوں کو بے نقاب کرنے کے حوالے سے سیاسی سمجھ بوجھ کی اہمیت کو بیان کرتی ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے دشمن کفر کے سرغنوں کے ساتھ ان کے روابط سے پردہ اٹھاتی ہیں، تاکہ دعوت اسلامی کے حاملین کے لئے راستہ روشن ہوکر حتی الامکان خفیہ غداریوں

سے اپنی حفاظت کریں اور اپنے قدم وہاں رکھیں جہاں نہ کانٹے ہوں اور نہ اندھیرے، جبکہ اس کے ساتھ وہ دشمنوں کے قلعوں کو بھی متزلزل کرتے اور ان کی خامیوں کو واضح کرتے رہیں، ان کی کمزوریوں والے مقامات پر انگلی رکھیں اور یہ کہ ان پر کیسے اور کہاں سے وار کیا جاسکتا ہے۔

دوئم: جب ہجرت ہوئی اور ریاست قائم ہوئی اور مدینہ منورہ میں اسلام کو اتھارٹی اور اقتدار حاصل ہوا تو دشمنانِ اسلام کے حوالے سے سیاسی شعور میں مزید اضافہ ہوا۔

اسلامی عقیدے اور کفریہ عقائد کے بیان پر مشتمل آیات اترتی رہیں۔ مدینہ منورہ میں کفار مکہ کے عقائد کے بیان کے ساتھ اہل کتاب میں سے یہود و نصاریٰ کے عقائد کے بیان کا اضافہ کیا گیا اور گمراہ کن افکار کی خرابی کے بیان میں برابر آیات نازل ہوتی رہیں۔ اسی طرح علاقائی اور عالمی سطح پر مؤثر طاقتوں کے ساتھ سیاسی کشمکش کے حوالے سے بھی آیات نازل ہوتی رہیں۔ یوں پہلے سے مزید وسعت ہوئی اور کفار مکہ اور مشرکین عرب کے ساتھ منافقین، یہود و نصاریٰ، فارسی اور رومیوں کو بھی شامل کیا گیا۔ اس کے بعد دعوت وجہاد کے ذریعے اسلام کی اشاعت کیلئے جہاد فی سبیل اللہ کی مادی کشمکش کا اضافہ کیا گیا۔

مگر جیسا کہ میں نے اس سے پہلے ذکر کیا، یہاں صرف یہود کے ساتھ سیاسی کشمکش پر توجہ مرکوز رکھیں گے، کیونکہ مدینہ اور اس کے اطراف میں بسنے والوں میں سے اسلامی ریاست کے سب سے زیادہ قریب یہود ہی تھے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اکثر گھناؤنی قسم کی سازشیں یہودی ہی کرتے رہتے تھے۔

کشمکش کے باقی پہلوؤں کو کسی دوسرے وقت اور کسی اور موقع پر ذکر کروں گا، ان شاء اللہ۔

جہاں تک یہود کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے سب پر ان کے مزاج کو آشکارا کیا اور ان کے حقد اور مکر کو شافی طریقے سے سب پر واضح کر دیا، گویا ان کے ساتھ برتاؤ کیلئے یہ ایک بڑا سبق تھا، بالخصوص جبکہ ریاست مدینہ کے آس پاس ان کی ریاستیں موجود تھیں۔

1۔ پس اللہ کے ساتھ ان کا تعلق کفر اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کا تعلق تھا، سورۃ البقرہ میں بیان کیا گیا ہے کہ ابھی موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کیلئے گئے ہی تھے کہ انہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا۔ یہ ان کا علانیہ کفر تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے اور اللہ نے ان کی قوم کی توبہ قبول کر لی لیکن انہوں نے دوبارہ ایمان سے روگردانی کی اور کہا کہ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں، ہم ایمان نہیں لائیں گے۔ تو ان کو کڑکے نے آپکڑا۔ پھر اللہ نے ان پر نظر کرم فرمائی اور ان پر من وسلویٰ نازل کیا۔ اس کے باوجود انہوں نے ان نعمتوں کی ناشکری کی اور اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ اپنے ہاتھوں ہی عتابِ باری تعالیٰ اور عذابِ شدید مول لیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **(وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ • ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ)** "اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ ٹھہرایا تھا، پھر تم نے ان کے پیچھے (اپنی جانوں پر) ظلم کر کے بچھڑے کو معبود بنالیا، پھر اس کے بعد بھی ہم نے تم کو معاف کر دیا تاکہ تم شکر ادا کرو" (البقرۃ:52-51)۔ **(وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ • ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ • وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ)** "اور جب تم نے کہا تھا: اے موسیٰ! ہم اُس وقت تک ہر گز تمہارا یقین نہیں کریں گے جب تک اللہ کو خود کھلی آنکھوں نہ دیکھ لیں، نتیجہ یہ ہوا کہ کڑکے نے تمہیں اس طرح آپکڑا کہ تم دیکھتے رہ گئے، پھر ہم نے تمہیں تمہارے مرنے کے بعد دوسری زندگی دی تاکہ تم شکر گزار بنو۔ اور ہم نے تم کو بادل کا سایہ عطا کیا اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا (اور کہا کہ) جو پاکیزہ رزق ہم نے تمہیں بخشا ہے (شوق سے) کھاؤ۔ اور (یہ نافرمانیاں کرکے) انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا، بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ہی ظلم کرتے رہے" (البقرۃ:57-55)۔

2۔ اپنے دین کے ساتھ ان کا تعلق تحریف اور منافقت کا تھا۔ یہ لوگ جانتے بوجھتے تورات کی عبارت کو گڈمڈ کرتے تھے۔ اس کے باوجود کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے اوصاف اچھی طرح جانتے تھے مگر وہ پھر بھی اس میں ردوبدل کرتے تھے۔ اسی طرح جو احکامات ان پر فرض کئے گئے تھے انہیں بخوبی علم تھا مگر ان کو بھی تبدیل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **(أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ)** "مسلمانو! کیا اب بھی تمہیں یہ لالچ ہے کہ یہ لوگ تمہارے کہنے سے ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کے لوگ اللہ کا کلام سنتے تھے، پھر اس کو اچھی طرح سمجھنے کے بعد بھی جانتے بوجھتے اس میں تحریف کر ڈالتے تھے" (البقرۃ:75)۔ **(الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ)** "جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو اچھی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، اور یقین جانو کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے حق کو جان بوجھ کر چھپا رکھا ہے" (البقرۃ:146)۔

یہود منافقت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ وہ ایمان کا اعلان کرتے اور پھر اپنے کفر اور درپردہ سازش کو چھپاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **(وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلاَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ)** "اور جب (یہ لوگ) مسلمانوں سے ملتے ہیں جو پہلے ایمان لاچکے ہیں تو (زبان سے) کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں اور جب یہ ایک دوسرے کے ساتھ تنہائی میں جاتے ہیں تو (آپس میں ایک دوسرے سے) کہتے ہیں کہ: کیا تم ان (مسلمانوں) کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ یہ (مسلمان) تمہارے پروردگار کے پاس جاکر انہیں تمہارے خلاف دلیل کے طور پر پیش کریں؟ کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں؟"(البقرۃ:76)۔

3۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ان کا تعلق خیانت، قتل اور حسد کا تھا۔ چنانچہ ان کے پاس جب کوئی نبی ان کے خواہشات کے خلاف احکامات لے کر آتا تو یہود اس کو قتل کردیتے اور تکبر کرتے ہوئے اس سے اعراض کرتے یعنی اس کی بات نہیں مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **(أَ فَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لاَ تَهْوَى أَنفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُون)** "پھر آخر یہ کیا معاملہ ہے کہ جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس کوئی ایسی بات لے کر آیا جو تمہاری نفسانی خواہشات کو پسند نہیں تھی تو تم اکڑ گئے؟ چنانچہ بعض انبیاء کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو قتل کرتے رہے" (البقرۃ:87)۔ **(وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ)** "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کلام اُتارا ہے اس پر ایمان لے آؤ، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو (صرف) اسی کلام پر ایمان رکھیں گے جو ہم پر نازل کیا گیا، (یعنی تورات) اور وہ اس کے سوا (دوسری آسمانی کتابوں) کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ وہ بھی حق ہیں اور جو کتاب ان کے پاس ہے وہ اس کی تصدیق بھی کرتی ہے۔ (اے پیغمبر!) تم ان سے کہو کہ اگر واقعی (تورات پر) ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے نبیوں کو پہلے زمانے میں کیوں قتل کرتے رہے؟" (البقرۃ:91)۔ **(ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ)** "یہ سب اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کردیتے تھے۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی، اور وہ بے حد زیادتیاں کرتے تھے" (البقرۃ:61)۔

حتٰی کہ وہ یہ یقین کرتے ہوئے کہ محمد ﷺ ہی وہ نبی ہیں جس کا وہ انتظار کرتے تھے اور آپ ﷺ کے اوصاف و کمالات بتلاکر ان کی کتابوں میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور وہ آپ ﷺ کو ایسے پہچانتے تھے، جیسے اپنے بیٹوں کو۔ اور آپ ﷺ کے ذریعے اوس و خزرج کو شکست دینے کی دعائیں کیا کرتے تھے اور ان کو یہ کہہ کر کہ ایک نبی آئے گا جن کے ہم پیروکار بنیں گے، اوس و خزرج کو دھمکیاں دیتے تھے، لیکن اس کے باوجود جب رسول ﷺ ان کے پاس آئے تو ان کے دل غیظ و غضب سے لبریز ہوئے اور اس بات پر حسد سے جلتے تھے کہ یہ نبی بنو اسماعیل میں سے کیوں آیا، بنو اسحاق علیہ السلام میں سے کیوں نہ ہوا؟ ان کے خیال میں حضرت اسحاق علیہ السلام ان کے دادا تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لائے، حالانکہ آپ ﷺ کی صداقت کا انہیں علم تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : **(وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ • بِئْسَ مَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ)** "اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آئی (یعنی قرآن) جو اُس (تورات) کی تصدیق بھی کرتی ہے جو پہلے سے ان کے پاس ہے، (تو ان کا طرز عمل دیکھو!) باجودیکہ یہ خود شروع میں کافروں (یعنی بت پرستوں) کے خلاف (اس کتاب کے حوالے سے) اللہ کی فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے، مگر جب وہ چیز ان کے پاس آگئی جسے انہوں نے پہچان لیا، تو اس کا انکار کر بیٹھے۔ پس پھٹکار ہے اللہ کی ایسے کافروں پر! بری ہے وہ قیمت جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے، کہ یہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کا صرف اس جلن کی بنا پر انکار کر رہے ہیں کہ اللہ اپنے فضل کا کوئی حصہ (یعنی وحی) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہ رہا ہے (کیوں) اتار رہا ہے؟ چنانچہ یہ (اپنی اس جلن کی وجہ سے غضب بالائے غضب لے کر لوٹے۔ اور کافر لوگ ذلت آمیز سزا کے مستحق ہیں" (البقرۃ:90-89)۔

4۔ معاہدات کے حوالے سے ان کا تعلق بدعہدی اور لاپرواہی کا تھا۔ جب بھی اللہ نے ان سے کوئی میثاق لیا، انہوں نے توڑ ڈالا۔ تو جب اللہ نے تورات کے احکام نافذ کرنے کا ان سے وعدہ لیا تو اپنے کئے گئے وعدہ سے پھر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو دردناک عذاب کی دھمکی دی اور وہ یہ کہ اگر انہوں نے نہیں مانا تو اللہ تعالیٰ پہاڑ اٹھاکر ان پر گرادے گا۔ تب اس پر موافقت کرلی لیکن پھر وہی روش اختیار کی اور اپنے قول سے پھر گئے کیونکہ وعدہ خلافی اور روگردانی کرنا ان کی طبیعت ثانیہ تھی۔ **(وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ • ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَلَوْلاَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنتُمْ مِنْ الْخَاسِرِينَ)** "اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم سے (تورات پر عمل کرنے کا عہد لیا تھا) اور کوہ طور کو تمہارے اوپر اٹھا کھڑا کیا تھا۔ (کہ) جو (کتاب) ہم نے تمہیں دی ہے

اس کو مضبوطی سے تھامو، اور اس میں جو کچھ (لکھا) ہے اس کو یاد رکھو تا کہ تمہیں تقویٰ حاصل ہو، اس سب کے باوجود تم دوبارہ (راہ راست سے) پھر گئے، چنانچہ اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ضرور سخت نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاتے" (البقرۃ:64-63)

5۔ اللہ کے اوامر پر عمل کرنے کے ساتھ ان کا تعلق پس و پیش کرنے، حیلے بہانے ڈھونڈنے اور تاویلات کرنے کا تھا۔ چنانچہ انہیں ہفتے کے دن شکار سے منع کیا گیا تھا مگر وہ کیا کرتے تھے کہ پانی میں اپنے جال پھینک دیتے اور چھوٹے چھوٹے نالے کھود دیتے تھے، یوں مچھلیاں ہفتے کے دن اس میں پھنس جاتی تھیں، پھر یہ لوگ اتوار کے دن جا کر مچھلیوں کو پکڑ لیتے۔ وہ جانتے تھے کہ عملی طور پر ہفتے کو شکار ہو چکا ہے جو کہ ممنوعہ تھا۔ **(وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ)** "اور تم اپنے ان لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہو جو سنیچر (سبت) کے معاملے میں حد سے گذر گئے تھے، چنانچہ ہم نے ان سے کہا کہ تم دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ، پھر ہم نے اس واقعے کو اس زمانے کے اور اس کے بعد کے لوگوں کے لئے عبرت اور ڈرنے والوں کیلئے نصیحت کا سامان بنا دیا" (البقرۃ:65)۔ اور حدیث میں ہے کہ **(لعن الله اليهود، حَرَّمَ الله عليهم الشحوم فجَمَلوها وباعوها وأكلوا ثمنها)** "اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے، اللہ نے ان پر چربیوں کو حرام کر دیا تھا، تو وہ اس کو پگھلا کر بیچتے تھے پھر اس کی آمدنی کھاتے" (بخاری و مسلم)۔ تو چربیاں کھانا ان کیلئے حرام تھا، انہوں نے حیلہ یہ کیا کہ اس کو کھانے کی بجائے چراغ جلانے اور کشتیوں کو رنگنے (طلاء کاری) کیلئے استعمال کیا کرتے تھے۔

پھر انہوں نے ایک آدمی کو قتل کیا اور سب نے اس کے قتل سے انکار کیا، تو اللہ نے ان کو ایک گائے ذبح کر کے اس کے کسی حصے کے ساتھ مقتول کو مارنے کا حکم دیا کہ اس طرح وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کے بارے میں انکشاف کر دے گا۔ مگر وہ حیلے بہانے کرنے لگے اور لمبے چوڑے سوالات کرنے لگے تا کہ حتی الامکان اس امر پر عمل درآمد کو روکا جائے۔ پھر جب مزید سوالات کا انہیں کوئی راستہ نہ ملا، تو بالآخر بہت ناگواری کے ساتھ اس پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **(وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِين • قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لاَ فَارِضٌ وَلاَ بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكَ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ • قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ • قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ • قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لاَ ذَلُولٌ تُثِيرُ الأَرْضَ وَلاَ تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لاَ شِيَةَ فِيهَا قَالُوا الآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ)** "اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔ وہ کہنے لگے کہ کیا آپ ہمارا مذاق بناتے ہیں؟ موسیٰ نے کہا: میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں (ایسے) نادانوں میں شامل ہوں (جو مذاق میں جھوٹ بولیں) انہوں نے کہا کہ آپ ہماری خاطر اپنے ربّ سے درخواست کیجئے کہ ہمیں صاف صاف بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو؟ انہوں نے کہا: "اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو کہ نہ بہت بوڑھی ہو نہ بالکل بچی، (بلکہ) ان دونوں کے بیچ بیچ میں ہو۔ بس اب جو حکم تمیں دے دیا گیا ہے اس پر عمل کر لو۔ وہ پھر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ بیان کرے کہ اس کا رنگ کیا ہے؟ فرمایا وہ کہتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہے، چمکیلا اور دیکھنے والوں کو بھلا لگنے والا اس کا رنگ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اپنے رب سے اور دعا کیجئے کہ ہمیں اس کی مزید ماہیت بتلائے، اس قسم کی گائیں تو بہت ہیں پتہ نہیں چلتا، اگر اللہ نے چاہا تو ہم ہدایت والے ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ وہ گائے کام کرنے والی زمین میں ہل جوتنے والی اور کھیتوں کو پانی پلانے والی نہیں، تندرست اور بے داغ ہے۔ انہوں نے کہا اب آپ نے حق واضح کر دیا، گو وہ حکم برداری کے قریب نہ تھے لیکن اسے مانا اور وہ گائے ذبح کر دی" (البقرۃ:71-67)۔

6۔ اور ان کا دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلق فساد انگیزی اور تخریب کاری کا تھا۔ اس میں وہ حلال و حرام کی تمیز نہ کیا کرتے تھے، بلکہ جانتے بوجھتے ان کے ساتھ ناروا سلوک کو جائز گردانتے تھے، ارشاد ہے: **(وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لاَ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلاَّ مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ)** "اور اہل کتاب میں کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے پاس دولت کا ایک ڈھیر بھی امانت کے طور پر رکھوا دو تو وہ تمہیں واپس کر دیں گے، اور انہی میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر ایک دینار کی امانت بھی ان کے پاس رکھو تو تمہیں واپس نہیں دیں گے، الّا یہ کہ تم ان کے سر پر کھڑے رہو۔ ان کا یہ طرز عمل اس لئے ہے کہ انہوں نے یہ کہہ رکھا ہے کہ اُمیوں (ان پڑھوں) کے ساتھ معاملہ کرنے میں ہماری کوئی پکڑ نہیں ہو گی" (آل عمران:75)۔ چونکہ ان کے نزدیک ان پڑھ وہ تھے جو یہودی نہ ہو، اس لئے ان کے خیال میں ایسے لوگوں کے ساتھ برائی کرنے ان پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ **(كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ)** "جب کبھی یہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں، اللہ اس کو بجھا دیتا ہے، اور یہ زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں، جبکہ اللہ فساد مچانے

والوں کو پسند نہیں کرتا "(المائدۃ:64)۔ **(وَتَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمْ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ)** "اور ان میں سے بہت سوں کو تم دیکھوگے کہ وہ گناہ، ظلم اور حرام خوری میں لپک لپک کر آگے بڑھتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جو حرکتیں یہ کرتے ہیں وہ نہایت بری ہیں"(المائدۃ:62)۔

7۔ ان کی ایک عادت یہ تھی کہ اگر مال وجاہ، اقتدار یا کسی دنیوی امر کا مفاد حاصل کرنا پیش نظر ہوتا تو اس کیلئے انہوں نے اپنے دین کی مخالفت کو جائز کر دیا تھا، بلکہ اگر وہ ناگزیر سمجھتے تو اس کیلئے اللہ کی آیات میں ردو بدل کرنے سے بھی نہیں جھجکتے۔ اس کے بدلے وہ کسی مال یا دنیوی مفاد کو مقدم رکھتے۔ ان کے ہاں مستحکم اقدار کا کوئی تصور نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **(فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلاً فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ)** "لہذا تباہی ہے اُن لوگوں کی جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں، پھر (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے ذریعے تھوڑی سے آمدنی کمالیں۔ پس تباہی ہے ان لوگوں پر اس تحریر کی وجہ سے بھی جو ان کے ہاتھوں نے لکھی، اور تباہی ہے ان پر اُس آمدنی کی وجہ سے بھی جو کماتے ہیں"(البقرۃ:79)۔

ایک اور بات، کہ اگر دشمن قوموں کے درمیان جنگ بھڑکانے کیلئے بعض کو قتل کرنے کو ضروری سمجھتے تو ان کے نزدیک ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ان کے نزدیک مقصد کے حصول کیلئے کوئی بھی ذریعہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ ماضی میں اوس وخزرج کے درمیان جنگ بھڑکانے کیلئے یہی کچھ کیا کہ ہر ایک فریق اپنے حریف قبیلے اوس یا خزرج کا ساتھ دیتا، پھر مخالف قبیلے والوں کے ساتھ فتنہ کھڑا کر دیتے تاکہ جنگ کی آگ بھڑکتی رہے یوں دونوں قبیلے عدم استحکام سے دوچار کئے گئے۔

کچھ یہود اس میں قتل بھی ہوجاتے مگر اقتدار اور تسلط کے مفاد میں یہ اتنی بات نہیں تھی، حتٰی کہ دنیاوی مقاصد کے لئے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرکے اپنے دین کے خلاف بھی کرتے۔ **(ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلاَءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَى تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَ فَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلاَّ خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ)** "اس کے بعد (آج) تم ہی وہ لوگ ہوں کہ اپنے ہی آدمیوں کو قتل کرتے ہو، اور اپنے ہی میں سے کچھ لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال باہر کرتے ہو، اور ان کے خلاف گناہ اور زیادتی کا ارتکاب کرکے (ان کے شمنوں کی) مدد کرتے ہو، اور اگر وہ (دشمنوں کے) قیدی بن کر تمہارے پاس آجاتے ہیں تو تم ان کو فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو، حالانکہ ان کو (گھر سے) نکالنا ہی تمہارے لئے حرام تھا۔ تو کیا تم کتاب (تورات) کے کچھ حصے پر تو ایمان رکھتے ہو اور کچھ کا انکار کرتے ہو؟ اب بتاؤ کہ جو شخص ایسا کرے اس کی سزا اس کے سوا کیا ہے کہ دنیا میں اس کی رسوائی ہو؟ اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کو سخت ترین عذاب کی طرف بھیج دیا جائے گا، اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے"(البقرۃ:85)۔

8۔ یہ لوگ عیب جوئی اور طعنہ زنی کیا کرتے، بری اور بے بنیاد باتیں بنا کر پھیلاتے اور مسلمانوں کو ان کے دین سے دور کرنے کیلئے سازشیں بُنتے رہتے تھے۔ وہ نامناسب اور گستاخانہ الفاظ کی تلاش وجستجو میں رہتے تا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ان کو استعمال میں لائیں۔ "راعنا" کے لفظ کو جو ان کی زبان میں گالی گلوچ کا معنی رکھتا ہے، آپ ﷺ کو مخاطب کرتے وقت استعمال کرتے کیونکہ یہ عربی لفظ "راعنا" سے مشابہ ہے، جس کو مسلمان آپ ﷺ سے مخاطب ہونے کیلئے استعمال کرتے، جس کا معنی اُنظرنا اور اَمہِلنا ہے (یعنی ہماری طرف دیکھو اور ہمیں موقع دو) اور وہ اس لفظی یکسانیت کا فائدہ اٹھا کر اس کو اس کے بُرے معنی میں آپ ﷺ کو مخاطب کرنے کیلئے بہت زیادہ استعمال کرتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں قرآن کی آیات اتاریں، جس سے اس کے استعمال پر پابندی لگادی گئی اور ان کی شرارت ان کے منہ پر ماردی گئی **(مِنْ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَعَنَهُمْ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلاَ يُؤْمِنُونَ إِلاَّ قَلِيلاً)** "یہودیوں میں سے کچھ وہ ہیں جو (تورات) کے الفاظ کو موقع محل سے ہٹا ڈالتے ہیں اور اپنی زبانوں کو توڑ مروڑ کر اور دین میں طعنہ زنی کرتے ہوئے "سمعنا وعصینا" اور "اِسمع غیرَ مُسمَعٍ" اور "راعنا" کہتے ہیں حالانکہ اگر وہ یہ کہتے کہ "سَمِعنَا واَطَعنَا" اور "اِسمَع وَانظُرنَا" تو ان کے لئے بہتر اور راست بازی کا راستہ ہوتا، لیکن ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان پر پھٹکار ڈال رکھی ہے، اس لئے تھوڑے سے لوگوں کے سوا وہ ایمان نہیں لاتے " (النساء:46)۔

9۔ یہود ایمان لے آتے پھر کفر کرتے اور ایسا اس لئے کرتے تاکہ مؤمنین کو شک وشبہ کی کیفیت سے دوچار کردیں۔ یوں ان کو اسلام سے برگشتہ کردیں۔ اس کی وجہ ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھڑکتی حسد کی آگ اور ان کے سازشی خیالات تھے۔ **(وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ)** "اہل کتاب کے ایک گروہ نے (ایک دوسرے سے) کہا ہے کہ جو کلام مسلمانوں پر نازل کیا گیا ہے، اس پر

دن کے شروع میں تو ایمان لے آؤ، اور دن کے آخری حصے میں اس سے انکار کر دینا، شاید اس طرح مسلمان (بھی اپنے دین سے) پھر جائیں" (آل عمران:72)۔ **(وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ)** "اور جب یہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں حالانکہ یہ کفر ہی لے کر آئے تھے اور اسی کفر کو لے کر باہر نکلے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ یہ کیا کچھ چھپاتے رہے ہیں" (المائدۃ:61)۔ **(وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ)** "ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں" (البقرۃ:109)۔

10۔ یہودی لوگ دوسروں کے طفیلی ہوتے ہیں، ان کی اپنی کوئی قوت اور عزت نہیں۔ انہیں صرف دو حالتوں میں اپنی مالداری اور امن کے حوالے سے اطمینان حاصل ہوتا ہے:

ا۔ جو اپنے انبیاء پر ایمان لائے، اس حالت کو قرآن نے حبل اللہ کے ساتھ تعبیر کیا ہے، اس کا سلسلہ اب بند ہو چکا ہے۔

ب۔ دیگر ممالک کے ماتحت اور طفیلی بن کر رہے، اس حالت کو قرآن نے حبل من الناس کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ جب سے انہوں نے کفر کو اختیار کیا اور اپنے دین میں تحریف کی، ہمیشہ سے ان کی یہی حالت رہی ہے۔ ان کی یہ حالت بالکل واضح دکھائی دیتی ہے کیونکہ زمانہ قبل از اسلام میں ان کی قوت کا سرچشمہ روم یا فارس ہوا کرتے تھے اور یہ ان کے ماتحت ہوتے تھے۔ پھر انہوں نے اوس و خزرج کے درمیان پھوٹ ڈال کر طاقت حاصل کی۔ پھر جب اسلام نے ان کے اقتدار کا خاتمہ کر ڈالا تو ان کی باقیات ذلت و خواری اور اللہ کے غصے کے تحت زندگی بسر کرتے رہے۔ وہ برابر اسی خواری میں رہے یہاں تک کہ بیسویں صدی میں اسلامی ریاست خلافت کے زوال کے بعد کافر استعماری ریاستوں کے ساتھ چمٹ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ تو یہ ہمیشہ کیلئے کسی ایک یا ایک سے زائد دنیا کے ممالک کے تابع رہ کر مال و دولت اور قوت میں ان کے طفیلی رہے ہیں۔ فلسطین میں موجود ان کی غصب کردہ ریاست کی حالت ہمارے سامنے ہے جو کسی بیان کی محتاج نہیں۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ سب سے زیادہ کمزور دشمن وہ ہوتا ہے جس کی اپنی کوئی ذاتی قوت موجود نہ ہو اور اپنے وسائل کے بل بوتے پر مالی بوجھ اٹھانے کے قابل نہ ہو۔ یہ وہ چیز ہے جو یہود کے پاس نہیں ہے اور واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ ان کو ختم کرنا اللہ کے اذن سے قریب آ گیا ہے کیونکہ خلافت جلد قائم ہونے والی ہے اور ایک دفعہ پھر سرحدوں کے اُس پار جہاد کا دور آ گیا ہے، **(لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلاَّ أَذًى وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الأَدْبَارَ ثُمَّ لاَ يُنْصَرُونَ • ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلاَّ بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ)** "وہ تھوڑا بہت ستانے کے سوا تمہیں کوئی بڑا نقصان ہر گز نہیں پہنچا سکیں گے۔ اور اگر وہ تم سے لڑیں گے بھی تو تمہیں پیٹھ دِکھا جائیں گے، پھر انہیں کوئی مدد بھی نہیں پہنچے گی، وہ جہاں کہیں پائے جائیں، ان پر ذلت کا ٹھپہ لگا دیا گیا ہے اِلّا یہ کہ اللہ کی طرف سے کوئی سبب پیدا ہو جائے یا انسانوں کی طرف سے کوئی ذریعہ نکل آئے جو ان کو سہارا دیدے، انجام کار وہ اللہ کے غضب لے کر لوٹے ہیں، اور ان پر محتاجی مسلط کر دی گئی ہے" (آلِ عمران:112-111)۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہم نے جو آیات کریمہ ذکر کئے ہیں جن میں سے بعض کفر کے سرغنوں کی نسبت مکہ میں اسلامی ریاست کے قیام سے پہلے اتریں اور بعض یہودیوں کی نسبت اسلامی ریاست کے قیام کے بعد اتریں۔ ان آیات میں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے واقعات کو بیان کیا ہے اور ان کی طبائع کو اتنا واضح کیا ہے کہ بہت سے امور اجمال کی بجائے تفصیلی ذکر ہوئے ہیں۔ یہ سب اس لئے ہے تاکہ مسلمانوں اور بالخصوص دنیا میں اسلامی طرز حیات کے از سر نو آغاز کیلئے کام کرنے والے اسلام کے حامل لوگوں پر واضح ہو جائے کہ مؤثر طاقتوں کی سیاسی حقیقت کو پہچاننا اہم امور میں سے ہے، چاہے یہ طاقت افراد، جماعتوں یا ریاستوں کی شکل میں ہو۔ یہ اس لئے بھی اہم ہے تاکہ ان کے ساتھ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت اور جس کی طرف کتاب و سنت نے رہنمائی کی ہے اس کے تقاضوں کے مطابق معاملہ کیا جائے تاکہ ایک مسلمان ارد گرد جاری حالات سے باخبر ہو، زیرک اور ہوشیار ہو، سیدھا سادا اور دھوکہ کھانے والا نہ ہو، مصائب سے گھبرانے والا نہ ہو، اسے حالات ہلا نہ سکیں، نہ تو غفلت کی حالت میں اور نہ ہی پیٹھ پیچھے سے اس پر وار کیا جا سکے کہ اسے یہ بھی پتہ نہ چلے کہ تیر کس سمت سے آ رہے ہیں یا تلوار کی ضرب کس طرف سے پڑ رہی ہے، بلکہ وہ تو مسلمانوں کے امور کے بارے میں بے چین ہوتا ہے، وہ اسلامی سرحد پر یا اس سے بھی آگے کھڑا ہوتا ہے، وہ ہر جانب نظر رکھتا ہے، اور حق پر چٹان کی طرح جما ہوا ہوتا ہے **(يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ)** "جو لوگ ایمان لائے ہیں، اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی جماؤ عطا کرتا ہے اور آخرت میں بھی" (ابراہیم:27)۔

الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

دنیامؤمن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔(مسلم: 5256)

تحریر: مصعب بن عمیر

یقیناً دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے کیونکہ جب وہ جنت کو اس کی تمام تر آسائشوں کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ یہ دنیا اپنی تمام تر محدود آرائشوں اور ختم ہو جانے والی لزتوں کے ساتھ ایک قید خانے کی طرح حقیر ہے۔ اور یقیناً جب کافر جہنم کا سامنا ایک ہمیشہ کی قیام گاہ، ناقابل تسخیر اسیری، شدید سزا اور ایسی تکلیف جس سے کبھی نجات نہیں ملے گی تو وہ سوچے گا کہ اس کی دنیاوی زندگی اپنی تمام مشکلات، آزمائشوں اور امتحانات کے باوجود بھی جنت تھی۔ لہٰذا وہ دن جب ہمیں اٹھایا جائے گا اور فیصلے کے لئے پیش کیا جائے گا، یہ سب وہ معاملات ہیں جن پر اگر ایسے غور کیا جائے جیسے ان کا حق ہے تو یہ روح کو لرزا دیتے ہیں اور آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: **لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا** "اگر تمہیں وہ پتہ چل جائے جو مجھے معلوم ہے تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے" (بخاری:986)۔

کیا سخت امتحان ہو گا، فیصلوں کے فیصلے کے وقت صور کی دوسری پھونک ہم سب کو اپنی قبروں سے جگا دے گی۔ اس روز تمام جاندار انسان، جن اور جانور جمع کیے جائیں گے اور وہ پسینے میں شرابور ہوں گے جب چھپنے کے لئے کوئی ٹھکانا نہ ہو گا۔ سزا کی شدت اور اس کے خوف سے لوگ پسینے میں بھیگے ہوئے ہونگے جس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے اس طرح سی کی: **عْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ** "قیامت کے روز لوگوں کا پسینہ اس طرح چھوٹے گا کہ وہ زمین میں ستر ۷۰ ہاتھوں کی گہرائی تک چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ

کیا سخت امتحان ہو گا، فیصلوں کے فیصلے کے وقت صور کی دوسری پھونک ہم سب کو اپنی قبروں سے جگادے گی۔ اس روز تمام جاندار انسان، جن اور جانور جمع کیے جائیں گے اور وہ پسینے میں شرابور ہوں گے جب چھپنے کے لئے کوئی ٹھکانا نہ ہو گا۔ سزا کی شدت اور اس کے خوف سے لوگ پسینے میں بھیگے ہوئے ہونگے

ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔(بخاری:6051)

یہ دن ۵۰ ہزار سالوں کا ہو گا جس میں ہر شخص سے سوالات کئے جائیں گے۔ وہ دن جسے اللہ سے بے خوف لوگ خود سے بہت دور دیکھتے ہیں لیکن اللہ اسے قریب دیکھتا ہے۔ اللہ تعالی اپنی کتاب، جو کہ معمولی غلطی سے بھی پاک ہے، میں کہتے ہیں: **تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ - فَاصْبِرْ صَبْراً جَمِيلاً - إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيداً - وَنَرَاهُ قَرِيباً** "جس کی طرف روح الامین اور فرشتے بڑھتے ہیں اور اس روز نازل ہو گا جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہو گا۔ تو تم کافروں کی باتوں کو برداشت کرتے رہو صبر جمیل کے ساتھ۔ یقیناًوہ عذاب، ان کی نگاہ میں دور ہے لیکن ہماری نظر میں نزدیک۔ (سورۃ المعراج:7-4)

کوئی بہانہ نہیں چلے گا اور ہر چیز کی جانچ کی جائے گی چاہے چھوٹی ہو یا بڑی۔ پھر میزان لگایا جائے گا جس میں ہر شخص کے اچھے اور برے اعمال کا وزن ہو گا۔ اور جب جہنم ہمارے سامنے ہو گی تو ہم سب تمنا کریں گے کہ کاش ہم اس سے زیادہ جدوجہد کرتے جتنی ہم نے کی تاکہ سزا سے محفوظ رہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ** "قیامت کے دن تم میں سے کسی کے پاس بھی اپنے اور اللہ کے بیچ کوئی ترجمان نہ ہو گا، وہ اپنے دائیں دیکھے گا تو کچھ نہیں پائے گا لیکن وہ جو اس نے کمایا، اور اگر وہ اپنے بائیں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا سوائے اس کے جو اس نے کمایا۔ پھر اپنے آگے دیکھے گا وہ آگ کے سوا کچھ نہیں پائے گا۔ تو تم میں سے ہر کوئی اپنے آپ کو آگ سے بچائے خواہ یہ آدھی کھجور کے صدقے سے ہی کیوں نہ ہو (صحیح مسلم:1688)

جہنم سرکشوں کے لئے گھات لگائے بیٹھی ہے۔ ایسی ہے جہنم جس کے بارے میں ہمیں ڈرنا چاہیئے۔ اس دن جب کسی ملامت کرنے والے کی آہ وزاری نہیں سنی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لاَ يُؤْمِنُونَ** "اور ان کو حسرت و افسوس کے دن سے ڈراؤ، جب فیصلہ ہو چکا ہو گا اور (ابھی) وہ غفلت میں پڑے ہوتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ (سورۃ مریم:39)

آخر میں ایک راستے سے گزرنا ہے جسے پل صراط بھی کہتے ہیں۔ یہ آگ کے اوپر ایک پل ہے جس سے ہر شخص کو گزرنا ہے۔ گناہ گاروں کے لئے یہ پل بال کی طرح باریک اور تیز ترین تلوار کی طرح ہے۔ گناہ گار آگ میں گر جائیں گے اور اپنی آخری قیام گاہ 'جہنم' پہنچ جائیں گے۔ اور جو اس میں گر جائیں گے وہ آگ میں جلیں گے اور جہنم کی سب سے نرم سزا بھی اس دنیا کی شدید سے شدید مصیبت سے بلند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ** "قیامت کے دن جہنم کے لوگوں میں سے جس شخص کو سب سے معمولی آگ کا عذاب ہو گا وہ وہ شخص ہو گا جس کے پاؤں کے نیچے دو دہکتے ہوئے انگارے رکھے جائیں گے جس سے اس کا دماغ اُبل رہا ہو گا (بخاری1699)۔

اے اللہ! رحمان اور رحیم! ہمیں آخرت کے عذاب سے بچا جو تو نے نافرمان اور کفر کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ جب ہم آپ کی یاد دہانیاں پڑھتے ہیں تو ہماری آنکھیں خوف سے پھٹ جاتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں!

كَلاَّ بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُواْ يَكْسِبُونَ ط كَلاَّ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ط ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُواْ الْجَحِيمِ ط ثُمَّ يُقَالُ هَـذَا الَّذِى كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ

کوئی نہیں! بلکہ ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے ان کے اعمال کا، بیشک یہ لوگ اس روز اپنے رب کے دیدار سے محروم رہیں گے، پھر یہ لوگ دوزخ میں چلے جائیں گے پھر ان سے کہا جائے گا یہ وہی ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔ (سورۃ المطففین:17-14)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ بِـَايَـتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَاراً كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَـهُمْ جُلُوداً غَيْرَهَا لِيَذُوقُواْ الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزاً حَكِيماً

"بے شک جنھوں نے ہماری آیات کا انکار کیا تو ہم ان کو جلد ہی آگ میں ڈال دیں گے جب ان کی کھال جل جائے گی تو ہم اس کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں، بلاشبہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔" (سورۃ النساء:۵٦)

هَـذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُواْ فِى رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُواْ قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارِ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ

يُصْهَرُ بِهِ مَا فِى بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ

"یہ دو جماعتیں ہیں جو اپنے رب کے بارے میں جھگڑتی ہیں تو جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے تیار کئے جائیں گے۔ ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا اس سے ان کے پیٹ کی چیزیں اور کھالیں جل جائیں گی۔" (سورۃ الحج:20-19)

وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِى الأَصْفَادِ ـ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَى وُجُوهَهُمْ النَّارُ

"اور تم دیکھو گے اس دن گناہ گار لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ ان کے کُرتے گندھک کے ہونگے اور ان کے چہروں کو آگ لپیٹ رہی ہو گی"۔ (سورۃ ابراہیم:50-49)

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَزِينُهُ فَأُوْلَـئِكَ الَّذِينَ خَسِرُواْ أَنفُسَهُمْ فِى جَهَنَّمَ خَـلِدُونَ ـ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَـلِحُونَ

"اور جس کا نیکی کا پلّہ ہلکا ہو گا تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا نقصان کیا، وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ آگ ان کے منہ کو جھلسا دے گی اور ان کے منہ وہاں بگڑے ہوں گے۔" (سورۃ المؤمن:104-103)

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُولُونَ يلَيْتَنَآ أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولاَ ـ وَقَالُواْ رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلاْ ـ رَبَّنَآ ءَاتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْناً كَبِيراً

"جس روز ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے وہ کہیں گے کاش ہم اللہ کے فرمانبرداری کرتے اور رسول کی اطاعت کرتے۔ اور وہ یہ بھی کہیں گے کہ ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو سیدھے راستے سے گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے رب! تو انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔" (سورۃ الاحزاب:68-66)

اے اللہ، الجبار، العزیز! تو ہمیں اپنی اطاعت میں جدوجہد کرنے والا بنا، کہ ہم تیرے اوامر کو مضبوطی سے تھامنے والے ہوں اور ان چیزوں سے سختی سے اجتناب کریں جن کو تو نے منع فرمایا۔ ہم کبھی بھی اس دنیا میں تیرے دین کے قیام کی فرضیت سے دست بردار ہونے والے نہ ہوں بلکہ اس کے لئے ایسی جدوجہد کریں کہ جیسا کہ اس کا حق ہے اور ہم اس دین کو ریاست خلافت کی شکل میں سرداری و سربلندی کے مقام پر پہنچا دیں۔

کیا امریکی انحطاط یقینی ہے یا خیالی؟ (حصہ دوئم)

تحریر: عابد مصطفیٰ

(تین اقساط پر مشتمل اس مضمون کے دوسرے حصے میں عابد مصطفیٰ مختصراً ان افکار کا جائزہ لیں گے جنہیں مفکرین عظیم طاقتوں، خصوصاً امریکہ کے انحطاط کو ثابت یا پیشگوئی کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ پھر عابد مصطفیٰ آگے چل کر کہانی کے انداز میں نہضہ (نشاۃ ثانیہ) کے فہم اور بڑی طاقتوں کے انحطاط کو بیان کرتے ہیں)۔

امریکہ کے انحطاط کے موضوع نے بہت سے سوالات کو جنم دیا ہے جیسا کہ سپر پاور کا انحطاط کیسا ہوتا ہے؟ کیا امریکی انحطاط صرف معاشرتی، معاشی اور سیاسی میدان تک محدود ہے یا یہ امریکی معاشرے اور تمدن کے ہر جزو کا احاطہ کرتا ہے؟ امریکی انحطاط کی رفتار کیا ہے؟ کیا امریکی انحطاط اتنا شدید ہے کہ یہ تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے؟ اگر امریکہ تباہ ہونے کے قریب ہے تو یہ تباہی وقتی ہوگی یا مستقل؟ اس طرح کے سوالات نے پچھلے اور موجودہ تاریخ دانوں کے اذہان کو گھیرے رکھا ہے۔

سپر پاور کے زوال کے بارے میں کچھ مصنفین نے دلچسپ باتیں لکھی ہیں۔ پول کینیڈی اپنی کتاب "عظیم طاقتوں کا عروج اور زوال" میں لکھتے ہیں: "بڑی طاقتوں کا عروج اور زوال ان کی صنعتوں کے شرح نمو (بڑھنے کی رفتار) اور ریاستی اخراجات کی جی ڈی پی کے مقابل قیمت ہے"۔ کینیڈی کہتا ہے: "اگر ریاست تزویراتی طور پر خود کو حد سے زیادہ بڑھادے گی تو اسے یہ خطرہ اٹھانا پڑ سکتا ہے کہ بیرونی پھیلاؤ پر مجموعی اخراجات، حاصل ہونے والے فائدوں سے تجاوز کر سکتے ہیں"۔ جارڈ ڈائمنڈ جو کہ مزید جدید مصنف ہے اپنی کتاب، Collapse: How Societies Choose to Fail or Succeed (سقوط: معاشرے کس طرح کامیابی یا ناکامی کا انتخاب کرتے ہیں) میں لکھتا ہے کہ معاشروں نے خود کو اپنے آپ ہی تباہ کیا کیونکہ انہوں نے قدرتی ماحول کی تحقیر کی۔

امریکی انحطاط کے مخصوص موضوع پر جارج پیکر بحث کرتے ہوئے کہتا ہے کہ امریکی انحطاط امیر اور غریب کے درمیان معاشی فرق کی وجہ سے ہے۔ وہ کہتا ہے: "عدم مساوات معاشرے کو طبقاتی نظام میں جکڑ دیتی ہے، لوگوں کو ان کے پیدائشی حالات میں قید کر دیتی ہے جو کہ امریکی خواب کی سوچ کی نفی ہے۔ عدم مساوات شہریوں کے درمیان بھروسے کو زنگ آلود دیتی ہے اور ایسا تاثر دیتی ہے کہ جیسے کھیل میں دھاندلی ہوئی ہو۔ عدم مساوات وسیع اجتماعی مسائل کیلئے ٹھوس حل پیدا کرنے کی صلاحیت کو مجروح کر دیتی ہے کیونکہ وہ مسائل پھر اجتماعی نہیں لگتے۔ عدم مساوات جمہوریت کو کمزور کر دیتی ہے"۔ نیال فرگوسن اس بات کا قائل ہے کہ دنیا میں امریکی بالادستی میں کمی آہستہ اور مستقل نہیں ہوگی۔ وہ کہتا ہے کہ "سلطنتیں ایک پیچیدہ اور ڈھل جانے والے نظام کے طور پر برتاؤ کرتی ہیں، وہ کچھ انجانی مدت تک بظاہر توازن میں کام کرتی ہیں اور پھر ایک دم سے ڈھیر ہو جاتی ہیں"۔

گو کہ یہ تصورات انحطاط کے عوامل پر نظر ڈالتے ہیں، یہ عظیم طاقتوں کی تنزلی کا ڈھانچہ کھینچنے میں مددگار نہیں۔ جس چیز کی ضرورت ہے وہ ایک ایسا ماڈل ہے جو نہ صرف انحطاط کو واضح کرے بلکہ عظیم طاقتوں کے زوال کو بھی رقم کر سکے۔ اس تناظر میں، اسلام ایک ایسا نمونہ دے سکتا ہے جو قوموں کے عروج و زوال کا اندازہ لگائے۔

انحطاط کو سمجھنا، نشاۃ ثانیہ (revival) کو سمجھے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہم پہلے اس کو واضح کریں کہ نشاۃ ثانیہ سے ہمارا کیا مطلب ہے۔ اوکسفورڈ آن لائن ڈکشنری کے مطابق نشاۃ ثانیہ کا مطلب "کسی چیز یا شخص کے حالات، قوت یا قسمت میں بہتری ہے"۔ عیسائیت میں نشاۃ ثانیہ کا مطلب "جب پرہیزگاروں کی ایک اکائی خالق کے پیغام کا جواب دے" ہے۔ لیکن نشاۃ ثانیہ کو اس زاویے سے دیکھنے کیلئے لسانی اور عیسائی تعریفیں نامکمل اور ناکافی ہیں۔

اسلام کے نقطہ نظر سے نشاۃ ثانیہ کی ایک مخصوص تعریف ہے اور اس کو یوں بیان کیا جاتا ہے "روحانی بنیاد پر فکری بلندی"۔ اس تعریف کی دو شرطیں ہیں اس سے پہلے کہ قوم کے نشاۃ ثانیہ کو مکمل اور درست تصور کیا جائے۔ ایک یہ کہ نشاۃ ثانیہ کی اساس آئیڈیالوجی یا مبداء (نظریہ حیات) پر ہو یعنی یہ انسان، حیات اور کائنات کے متعلق جامع فکر رکھتی ہو اور ان کے آپس میں تعلق کے بارے میں یعنی ما قبل اور مابعد سے متعلق۔ یہ جامع فکر افکار اور نظاموں کے مجموعے کو جنم دیتی ہے جو زندگی کے ہر میدان کا احاطہ کرتے ہیں لیکن یہ جامع مبداء افکار اور نظاموں کے ساتھ صرف کتابوں اور الفاظوں میں موجود رہے گا جب تک ان کو زندہ کرنے کے لئے طریقہ موجود نہ ہو یعنی افکار اور نظاموں کو حیات بخشنے کے لئے۔ یہ صرف اس ہی وقت ممکن ہے جب طریقہ بھی جامع مبداء کی طرح ہو یعنی یہ طریقہ جامع مبداء سے ہی پھوٹنا چاہئے۔ مثال کے طور پر شریعت کو جمہوریت کے ذریعے نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ فکری آئیڈیالوجی یعنی مبداء اور طریقہ سے عاری کوئی بھی چیز نشاۃِ ثانیہ کو ایک مخصوص علاقے میں محدود کر دے گی مثلاً سنگاپور

کو معروف مواصلات کا مرکز تصور کیا جاتا ہے، جنوبی کوریا ڈیجیٹل ٹیکنالوجی میں سر فہرست ہے اور جب طویل فاصلے تک بھاگنے والوں کو پیدا کرنے کی بات کی جائے تو کینیا کو بہترین گردانا جاتا ہے۔ ان باتوں کے باوجود ان تینوں ملکوں کو مکمل طور پر ترقی یافتہ نہیں سمجھا جاتا کیونکہ ان کا نشاۃِ ثانیہ محدود ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ان قوموں کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے آئیڈیالوجی یعنی مبداء کو اختیار کرنے میں ناکامی ہے۔ دوسرا، نشاۃِ ثانیہ کے لئے روحانی عنصر کا ہونا ضروری ہے یعنی یہ لازماً خالق کے وجود کا ادراک کرے۔ دوسرے لفظوں میں یہ جامع فکر خالق کے ادراک کی طرف رہنمائی کرے۔ یہ اس بات کی ضمانت دے گا کہ نشاۃِ ثانیہ روحانی لحاظ سے درست ہے۔

اس وقت دنیا میں موجود تین آئیڈیالوجیز (مبادی) یعنی اسلام، مغربی سرمایہ داریت (لبرل جمہوریت) اور کمیونزم میں صرف اسلام ہی نشاۃِ ثانیہ کے لئے بیان کی گئی شرائط پر پورا اترتا ہے۔ اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ وہ ممالک جہاں مغربی سرمایہ داریت اور کمیونزم نافذ ہے نشاۃِ ثانیہ کی راہ پر نہیں، بلکہ ان ممالک نے اپنی آئیڈیالوجی کی مدد سے نشاۃ ثانیہ کو حاصل کیا ہے، لیکن دونوں نشاۃِ ثانیہ باطل ہیں کیونکہ دونوں آئیڈیالوجیز روحانی پہلو کی انکاری ہیں۔ مغربی سرمایہ داریت خالق اور روز مرہ معاملات کے ساتھ اس کے تعلق کی انکاری ہے جبکہ کمیونزم خالق کے تصور کا سرے سے انکاری ہے۔

آج دنیا میں واحد درست آئیڈیالوجی اسلام ہے۔ اسلام شرط عائد کرتا ہے کہ انسان، حیات اور کائنات سب اللہ کی تخلیق ہیں اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انسانیت کے لئے درست دین دے کر مبعوث فرمایا ہے۔ لہٰذا جو مسلمان پوری دنیا میں اسلامی طرز حیات کو زندہ کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں

اس وقت دنیا میں موجود تین آئیڈیالوجیز (مبادی) یعنی اسلام، مغربی سرمایہ داریت (لبرل جمہوریت) اور کمیونزم میں صرف اسلام ہی نشاۃِ ثانیہ کے لئے بیان کی گئی شرائط پر پورا اترتا ہے۔ اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ وہ ممالک جہاں مغربی سرمایہ داریت اور کمیونزم نافذ ہے نشاۃِ ثانیہ کی راہ پر نہیں، بلکہ ان ممالک نے اپنی آئیڈیالوجی کی مدد سے نشاۃ ثانیہ کو حاصل کیا ہے، لیکن دونوں نشاۃ ثانیہ باطل ہیں کیونکہ دونوں آئیڈیالوجیز روحانی پہلو کی انکاری ہیں

انہیں اسلامی آئیڈیالوجی کو فکر اور طریقہ دونوں کے طور پر پورے دل سے قبول کرنا ہوگا۔ صرف اس ہی صورت میں امت مسلمہ کو نشاۃِ ثانیہ کی راہ پر گامزن کرنے کا سفر کامیاب ہوگا۔

جو بات ہم نے کی، اس کی بنیاد پر نشاۃِ ثانیہ کے تین واضح مرحلے ہیں: فکری ، سیاسی اور قانونی۔ فکری مرحلے میں فکری سوچ جامع تصور کو بناتی ہے جس کو پھر ان تصورات کے لئے بنیاد کے طور پر لیا جاتا ہے جو بنی نوع انسان کے مسائل کا حل ایک خاص نقطہ نظر سے دیں اور ان کے نفاذ کا طریقہ کار بھی فراہم کریں۔ اس مرحلے کے درمیان نئے تصورات معاشرے کے پرانے تصورات سے ٹکراتے ہیں اور اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ان تصورات کی افادیت اور برتری کو معاشرے میں موجود فاسد افکار سے ممتاز کر دیا جائے۔ اس کے بعد سوچ کا سیاسی مرحلہ آتا ہے جہاں سیاسی سوچ کو استعمال کیا جاتا ہے تاکہ نئے تصورات کو معاشرے پر غالب کیا جائے اور موجودہ سیاسی اتھارٹی کے ساتھ تصادم کیا جائے تاکہ لوگوں کے امور کی دیکھ بھال کرنے میں اس کی عدم قابلیت کو آشکار کیا جائے۔ اس مرحلے میں معاشرے کی موجودہ سیاسی قیادت ہٹادی جاتی ہے اور نئی قیادت ظاہر ہوتی ہے جو نئی فکر کے نفاذ کی سرپرستی کرتی ہے۔ آخری یعنی تیسرے مرحلے میں جب نئے تصورات کے پاس سیاسی اتھارٹی اور قوت آجاتی ہے، تب قانونی سوچ توجہ کا مرکز بن جاتی ہے کیونکہ بیشمار مسائل کھڑے ہوتے ہیں اور قانونی سوچ انہیں حل کرتی ہے۔

جب قوم نشاۃِ ثانیہ حاصل کر لیتی ہے تو اسے برقرار رکھنا لازمی ہو جاتا ہے۔ اس کا حصول اس طرح ہوتا ہے کہ سیاسی سوچ معاشرے میں موجود دوسری تمام سوچوں پر نگرانی کرے جیسا کہ فکری، قانونی، لسانی، سائنسی وغیرہ۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی بھی قوم کے لئے نشاۃِ ثانیہ کے تین مراحل ہیں فکری، سیاسی اور قانونی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سوچ کے یہ مراحل باہم جدا ہیں اور بیان کردہ مراحل میں ساتھ نہیں چلتے بلکہ سوچ کے سیاسی مرحلے میں سیاسی سوچ کے ساتھ فکری اور قانونی سوچ بھی قدم بہ قدم چلتی ہے لیکن سیاسی سوچ زیادہ نمایاں

رہتی ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ توجہ معاشرے پر ایک نئے تصور کو قائم کرنے کے لئے ہے جو اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک سیاسی جدوجہد نہ کی جائے جس کی وجہ سے سیاسی سوچ نمایاں رہے گی۔ یہی بات باقی مراحل پر بھی ثابت ہوتی ہے۔

اس ماڈل پر پہنچنے کے بعد اب قوموں کی نشاۃِ ثانیہ کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ اس ماڈل کی روشنی میں تین مثالیں توجہ طلب ہیں:

آپ ﷺ کی زندگی، جو کہ مکی اور مدنی زندگی پر محیط ہے، سوچ کے تین مختلف مراحل میں بانٹی جا سکتی ہے۔ ابتداء میں مکی دعوت جس میں فکری انداز غالب رہا اور آپ ﷺ کی جدوجہد میں فکری سوچ حاوی رہی۔ اس کے بعد شدید سیاسی جدوجہد کا دور ہے جو قریش کے قائدین کے خلاف تھا اور اس مرحلے پر سیاسی سوچ غالب رہی۔ جیسے ہی آپ ﷺ نے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم کی تب قانونی سوچ غالب ہو گئی کیونکہ زندگی میں پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں احکامات نافذ کئے گئے ہوئے۔

یورپ میں نشاۃ ثانیہ پاپائیت کے خلاف یورپ کی فکری بیداری سے پیدا ہوا۔ اس کے بعد اصلاح کے دور نے شدید سیاسی عمل کی ابتداء کی یہاں تک کہ چرچ کی طاقت کو ریاست کی طاقت سے جدا کر دیا گیا اور سیکولرازم نے جنم لیا۔ اس کے بعد روشن خیالی کا دور ہے جو کہ فکری اور قانونی سوچوں پر مشتمل ہے اس ہی دوران جدید یورپین قانون کی دو بنیادی روایات نے جنم لیا۔ منظم قانونی نظام جس کا استعمال براعظم یورپ کے عظیم حصے پر ہوا اور انگریزی روایات جو کہ سابقہ مقدموں پر بنائے گئے قوانین پر مشتمل ہے۔

انیسویں صدی کی ابتداء میں کارل مارکس نے کمیونزم کے بنیادی اصول مرتب کیے اور ایک نئی فکر کا ظہور ہوا۔ اس کی شروعات قلیل مدت کی سیاسی حرکت سے ہوئی جو روس میں اکتوبر 1917ء کے بولشویک انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ بولشویک کو ایک منجمد ریاست ملی جسے بیشمار مسائل درپیش تھے اور ان کے حل کے لئے قانونی سوچ کی ضرورت تھی۔

تینوں صورتوں میں جیسے ہی قوم نشاۃِ ثانیہ کی راہ پر گامزن ہو جاتی ہے سیاسی سوچ نہ صرف لوگوں کے معاملات کو چلاتی ہے بلکہ دوسری سوچوں کا بھی احاطہ کرتی ہے۔ لہٰذا معاشرے کی فکری اور قانونی فہم کی سطح کو برقرار رکھنا ریاست کے سیاسی فیصلوں پر منحصر ہوتا ہے۔

نشاۃِ ثانیہ اور انحطاط کے پیش کردہ ڈھانچے کا ایک اور خاصہ یہ ہے کہ یہ دونوں گردشی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں قوموں کی نشاۃِ ثانیہ کے دنوں کے بعد انحطاط کے جھٹکے بھی آتے ہیں۔ مثلاً جب صلیبیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا تو سو سالوں تک یہ واضح تھا کہ خلافت انحطاط میں ہے لیکن اس کے بعد نہضہ (نشاۃ ثانیہ) کا ایک مختصر دور آیا جب صلاح الدین ایوبیؒ نے صلیبیوں کو نکال باہر کیا یہاں تک کہ ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کر دیا۔

خلافت دوبارہ کھڑی ہو گئی جب مملوکوں نے تاتاریوں کے جنگجو جتھوں کو شکست دی اور خلافت کو اس کی حقیقی شان پر لوٹا دیا لیکن ہمیشہ ایسے نہیں ہوتا کہ قوموں کے انحطاط کے ادوار کے بعد مکمل نشاۃِ ثانیہ کا دور آجائے یعنی سوچ کے فکری، سیاسی اور قانونی پہلوؤں میں نشاۃِ ثانیہ (نہضہ)۔ یہی دلیل انحطاط پر بھی لاگو ہوتی ہے کہ سیاسی، فکری اور قانونی سوچوں پر مکمل انحطاط نہیں آتا جب قومیں ایک عرصے تک نشاۃِ ثانیہ میں وقت گزار لیتی ہیں۔

یہ سب کچھ بیان کر دینے کے بعد بہرحال یہ ممکن ہے کہ قوم کی مجموعی زندگی اور اس کی تنفیذی ہئیت یعنی ریاست کی بنیاد پر مکمل نشاۃِ ثانیہ یا انحطاط کا کچھ حد تک اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اموی خلافت کا عروج عمر بن عبدالعزیز کے دور میں ہوا۔ اموی خلافت کے بعد عباسی خلافت آئی جس نے خلیفہ ہارون الرشید اور ان کے فرزند کی حکمرانی میں بلندی حاصل کی۔ عباسی خلافت کے بعد عثمانی خلافت کا دور آیا۔ عثمانی ریاست کی بلندی کا دور سولویں صدی میں سلیمان القانونی کے دور میں آیا اس کے بعد عثمانی ریاست تیزی سے انحطاط کی طرف بڑھی یہاں تک کہ تباہ ہو گئی۔ ان شدید جھٹکوں کے باوجود امت محفوظ رہی اور آج یہ سوچ کے تمام مرحلوں میں بلندی کی طرف گامزن ہے سوائے اس کے تنفیذی حق یعنی خلافت کی کمی باقی ہے۔

اگر انحطاط اور نشاۃِ ثانیہ کے اندازے کے لئے وسیع دور پر نظر رکھی جائے تو اس قوم کے مقام کی بہتر تصویر ابھرتی ہے۔ لہٰذا خلافت کے بارے میں ہماری اس مثال سے یہ صاف واضح ہے کہ سیاسی، فکری اور قانونی سوچ خلافت راشدہ کے دور میں بلند ترین سطح پر تھیں اور عثمانی خلافت کے آخری ادوار میں پست ترین۔

آیئے ایک اور مثال لیتے ہیں قرونِ وسطیٰ کے دور کی جب برطانیہ جنگجو ٹولوں کا ایک مجموعہ تھا جو ہر وقت بیرونی حملہ آوروں کے رحم و کرم پر ہوتا تھا۔ لیکن سولہویں صدی کی ابتداء پر برطانیہ ملکہ الزبتھ اول کے دور میں ابھرا اور انیسویں صدی کے اواخر میں ملکہ وکٹوریا کے دور میں دنیا کی صف اول کی ریاست بن گیا۔ اس برطانوی سلطنت کا سنہری دور قلیل مدت کے لئے تھا اور برطانیہ نے جنگ عظیم دوئم کے بعد عالمی صف اول کی ریاست ہونے کا مرتبہ کھو دیا جب اس کی سلطنت حیران کن انداز میں سکڑ گئی۔ آج برطانیہ

تنزلی کی طرف گامزن ایک بڑی طاقت ہے اور باوجود اس کے کہ اس کی قیادت برطانوی سلطنت کو دوبارہ بلند کرنے کے پُرعزم منصوبے رکھتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ برطانیہ سوچ کی تمام جہتوں میں تنزلی کو پلٹانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس مختصر بیان سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وکٹورین دور کے وقت برطانیہ کی فکری، سیاسی اور قانونی سوچ اپنے عروج پر تھی اور آج یہ سب کی سب انحطاط کی جانب رواں ہیں۔

اگرچہ خلافت کے مختلف ادوار اور مختلف اقوام کے ادوار جن پر انحطاط کے ڈھانچے کو لاگو کر کے دیکھا جائے اور ان پر سوچ کے مختلف مرحلوں کا تفصیلی جائزہ لیا جائے، اس تحریر کے دائرے سے باہر ہیں، پھر بھی یہ ضروری ہے کہ سیاسی سوچ میں کمزوری اور قوموں پر اس کے اثرات پر روشنی ڈالی جائے۔

مثلاً: خلافت 1300 سالوں تک موجود رہی، یہاں تک کہ 1924ء میں اس کا خاتمہ ہوا لیکن سیاسی سوچ میں کمزوری چاہے تنفیذی سطح پر ہو یا امت کی سطح پر، کئی صدیوں پہلے ہی شروع ہو گئی تھی۔ ایک معاملہ جس میں طاقت کے زور پر حاصل کی گئی بیعت کے طریقے کا غلط نفاذ کا تھا یعنی خلیفہ کی تقرری کا قانونی عقد، معاویہ اول کے دور میں بیعت کے طریقے کا غلط استعمال کیا گیا۔ جب معاویہ نے اثر و رسوخ رکھنے والے افراد کو اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت دینے پر مجبور کیا، جبکہ وہ خود زندہ تھے۔ لہٰذا ان تین سیاسی فیصلوں نے صدیوں تک مسلم امت کو متاثر کیا، یہاں تک کہ 1924 میں خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ حکمرانی سے متعلق کچھ اسلامی مفاہیم شدید کمزور ہو چکے تھے اور درست قانونی فیصلوں کی جگہ غلط فہم نے لے لی تھی۔ دیگر غلط سیاسی فیصلوں میں اس بات کی اجازت دینا کہ اسلام اور بیرونی فلسفوں میں ہم آہنگی پیدا کی جائے، عربی زبان کی اہمیت سے بے رغبتی، اجتہاد کے دروازوں کا بند ہونا اور جہاد کو ترک کرنا۔ اس طرح سے سیاسی فیصلوں نے خلافت کو انحطاط کے راستے پر گامزن کیا۔ لوگوں کے ذہنوں میں اسلامی آئیڈیالوجی کو کمزور کیا اور قانونی نصوص سے درست استنباط کو آلودہ کر دیا۔

آیئے ایک اور مثال لیتے ہیں جہاں ایک بڑی طاقت بیرونی پالیسی کے حوالے سے غلط سیاسی فیصلہ لیتی ہے، جو عالمی سطح پر اس کے مقام کو اور اس کی اپنی آئیڈیالوجی کو پھیلانے کی صلاحیت کو شدید مجروح کر دیتی ہے۔ بہت سارے لوگوں کے لئے برطانیہ کا زوال ہندوستان کی آزادی سے شروع ہوا اور اس کے بعد مشہور زمانہ سوئیز بحران نے برطانیہ کو دنیا کی صف اول کی ریاست کے مقام سے گرنے کو شدید تر کیا۔ دونوں واقعات نے نہ صرف برطانیہ کی بیرونی معاملات پر محدود صلاحیت کو واضح کیا بلکہ یہ تاثر بھی چھوڑا کہ برطانیہ ایک گرتی ہوئی عالمی طاقت ہے۔ اگرچہ یہ اور اس جیسے دیگر واقعات جس میں برطانیہ کو عالمی سطح پر استعمار مخالف لہر کی وجہ سے اپنی فتح کردہ زمینوں سے دستبردار ہونا پڑا در اصل برطانیہ کی اس خواہش کی بنا پر تھے کہ امریکہ جنگ عظیم دوئم میں شریک ہو جائے۔ برطانوی وزیر اعظم ونسٹن چرچل اور اس کے مشیروں نے امریکی قوت اور اس کی دنیا کی صف اول کی ریاست بننے کی جستجو کو بے وقعت سمجھا۔ آنے والے دنوں میں برطانیہ کو یہ سیاسی فیصلہ بہت مہنگا پڑا اور اس نے اپنی کافی کالونیاں امریکہ کے ہاتھوں کھو دیں۔ برطانوی ثقافت کو دیگر ممالک میں فروغ دینے کی اہلیت امریکی ثقافت نے روک دی اور اپنی آئیڈیالوجی کو پھیلانے کی برطانوی صلاحیت امریکہ کے بڑھتے ہوئے اثر سے شدید طور پر تھم گئی۔ مزید یہ کہ عالمی اداروں جیسے آئی ایم ایف، ڈبلیو ٹی او، یو این او وغیرہ نے بھی اپنا حصہ ڈالا جو کہ امریکی کنٹرول میں کام کرتے تھے۔

ہم آخری مثال میں اس بات کو دیکھتے ہیں کہ سوویت یونین نے کس طرح اپنی آئیڈیالوجی پر سمجھوتہ کیا جب اس کا بیرونی ریاستوں سے سامنا ہوا۔ مثال کے طور پر 1961ء میں سوویت یونین نے دنیا کی سب سے بڑی سرمایہ دارانہ ریاست امریکہ سے بقائے باہمی کی کوشش کی جو کہ اس کی کمیونسٹ آئیڈیالوجی کے سراسر خلاف تھا۔ خروشیو اور کینیڈی کے درمیان معاہدے نے فکری نقطہ نظر کے مطابق سوویت یونین کے انہدام کو تیز تر کر دیا کیونکہ کمیونزم سرمایہ دارانہ نظام سے کسی بھی قسم کی باہمی بقاء کو رد کرتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی تباہی کی سوچ سے اس کو جگہ دینے کی طرف اس قدم نے بہت سارے لوگوں پر یہ حقیقت واضح کر دیا کہ کمیونزم ریاستوں کے خارجی تعلقات کی تنظیم کے لئے غیر عملی ہے۔

ان تمام سابقہ مثالوں میں نشاۃِ ثانیہ کی راہ پر گامزن قوم بری طرح متاثر ہوئی ہے جب ریاست نے غلط سیاسی فیصلے کیے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ قوموں اور تہذیبوں کے زوال کا اندازہ کرنے کے لئے سیاسی سوچ کے کردار پر نظر رکھی جائے۔

(تیسری تحریر میں عابد مصطفیٰ اس بات کی جانچ پڑتال کریں گے کہ کیا دنیا میں امریکہ کا مقام واقعی انحطاط کی طرف بڑھ رہا ہے یا یہ ایک معمولی ناکامی ہے جس کے بعد امریکہ پوری طرح اپنی ساکھ کو بحال کر لے گا؟)

مجرم حکمران ایک طرف تو بجلی پر ہمارے حق سے ہمیں محروم کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہمیں قرضوں اور نا امیدی کی دلدل میں دھکیل رہے ہیں

2 مئی 2014 کو ہمارے وزیر خزانہ نے فخر سے یہ اعلان کیا کہ عالمی بینک نے پاکستان کے لیے 12 ارب ڈالر کا سودی قرضہ منظور کر لیا ہے جس میں وہ ایک ارب ڈالر بھی شامل ہے جو مئی کے دوسرے ہفتے میں دیا جائے گا۔ ایشیائی ترقیاتی بینک، آئی۔ایم۔ایف اور جاپان انٹرنیشنل کریڈٹ ایجنسی کی جانب سے فراہم کیے گئے قرضوں کی طرح اس قرضے میں بھی یہ شرط شامل ہے کہ پاکستان توانائی کے شعبے میں جاری اہم اصلاحات کو جاری رکھے گا۔ جمعہ 2 مئی کو پاکستان میں عالمی بینک کے ڈائریکٹر رچرڈ بین میسوئڈ نے صحافیوں سے بذریعہ وڈیو کانفرنس خطاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان توانائی کے شعبے میں "قیمتوں کو بہتر بنانے کی پالیسی" اختیار کرے اور "(توانائی کی) مارکیٹ کو نجی شعبے کے لیے کھولا" جائے۔ جبکہ اس سے قبل 7 اپریل 2014 کو آئی.ایم.ایف نے "پاکستان کے لیے اپنے پروگرام نوٹ" میں توانائی کی پالیسی کے متعلق "نجی و حکومتی شعبے کی شراکت داری" اور "کاروباری فضا کو بہتر کرنے کے لیے درکار اقدامات" کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

لیکن توانائی کے شعبے میں "نجی و حکومتی شعبے کی شراکت داری" اور "نجی شعبے کے لیے (توانائی کی) مارکیٹ کو کھولنے" کا مطلب یہ ہے کہ توانائی کے شعبے کو نجی ملکیت میں دے دیا جائے، جو درحقیقت ایک جرم ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں عوام محاصل (revenue) کے بہت بڑے ذریعے سے محروم ہو جاتے ہیں کہ جس سے وہ اپنے امور کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ توانائی کے نجی مالکان اسی وقت بجلی فراہم کریں گے جب ایسا کرنا ان کے لیے منافع بخش ہو گا۔ محدود وسائل کا حامل ہونے کی وجہ سے نجی مالکان ریاست کے تمام شہریوں کو بجلی اس طور پر مہیا نہیں کر سکتے کہ یہ ایک ایسی سہولت ہے جو کہ ہر شہری کا حق ہے، کیونکہ یہ کام دراصل ایک ذمہ دار اور خیال رکھنے والی ریاست ہی کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نج کاری (privatization) بجلی کی قلت اور لوڈشیڈنگ کی براہِ راست وجہ بنتی ہے، کیونکہ نجی مالکان بجلی کی پیداوار میں کمی کر دیتے ہیں تا کہ حکومت کی طرف سے پیسے نہ دینے کی صورت میں وہ خسارے سے دوچار نہ ہوں، یا وہ صرف ان کارخانوں کو چالو رکھتے ہیں جن کی پیداواری صلاحیت زیادہ بہتر ہے جبکہ اُن بجلی کے کارخانوں کو بند کر دیتے ہیں جن کی پیداواری صلاحیت اچھی نہیں ہے، کیونکہ ایسا کرنا ان کے لیے زیادہ منافع بخش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ پاکستان کے پاس 20 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت ہے جبکہ ہماری زیادہ سے زیادہ ضرورت صرف 17500 میگاواٹ ہے، لیکن اس ضرورت کے نصف سے بھی کم بجلی پیدا کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں بجلی کی شدید کمی واقع ہو جاتی ہے، ہر روز دس سے بارہ گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ ہوتی ہے اور لوگ شدید گرمی کے مہینوں میں پنکھے کی ہوا کی نعمت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ جبکہ بجلی کی قلت کے نتیجے میں مقامی صنعت کی تباہی اس کے علاوہ ہے۔

جہاں تک توانائی کی "قیمتوں کو بہتر بنانے کی پالیسی" اور "کاروباری فضا کو بہتر کرنے کے لیے درکار اقدامات" کا تعلق ہے تو اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کیا جائے تا کہ اس کے نتیجے میں توانائی کے شعبے سے منسلک نجی کمپنیوں کے مالکان کے منافع میں اضافہ ہو۔ بجلی کی قیمتوں میں کئی گنا اضافہ کر کے حکومت پہلے ہی نجی شعبے کے لیے اس کی سرمایہ کاری پر یقینی منافع کا بندوبست کر چکی ہے۔ حکومت نے بجلی پیدا کرنے والی نجی کمپنیوں کے منافع کو اس حد تک یقینی بنایا ہے کہ ان کمپنیوں کو اس صورت میں بھی حکومت کی طرف سے پیسے کی ادائیگی کی جاتی ہے جب وہ تیل کی کمی کی بنا پر بجلی پیدا نہیں کر رہے ہوتے۔ یوں بجلی اس قدر مہنگی ہو چکی ہے کہ ایک بہت بڑا "گردشی قرضہ" وجود میں آ چکا ہے جو حکومت نے بجلی کے کارخانوں کے مالکان کو ادا کرنا ہے۔ پچھلی گرمیوں یعنی جولائی 2013 میں حکومت نے 270 ارب روپے بجلی پیدا کرنے والی نجی کمپنیوں (IPPs) کو ادا کیے تھے۔ اتنی بڑی رقم کا سُن کر لوگ بھی چونک اٹھے کہ توانائی کے شعبے میں کس قدر دولت ہے، لیکن اس عوامی اثاثے سے حاصل ہونے والی دولت کے ایک روپے پر بھی عوام کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اور اس سال یہ "گردشی قرضہ" ایک بار پھر جمع ہو چکا ہے، حکومت اتنی مہنگی بجلی کی ادائیگیاں نہیں کر پا رہی، پس 29 اپریل 2014 کو کئی حکومتی محکموں کی بجلی کاٹ دی گئی جس میں پانی و بجلی کی وزارت بھی شامل تھی!!!

حکمران امت کے توانائی کے وسائل کو پرائیویٹ ہاتھوں میں دے رہے ہیں جبکہ اسلام نے توانائی کو عوامی ملکیت قرار دیا ہے جس کے مالک تمام مسلمان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **المسلمون**

شرکاء فی ثلاث الماء والکلاء والنار

"مسلمان تین چیزوں میں شراکت دار ہیں: پانی، چراگاہیں اور آگ(توانائی)" (مسند احمد)۔ لہٰذا خلافت میں اسلامی آئین کے زیرِ سایہ بجلی کا فائدہ تمام لوگوں کے لیے ہو گا جبکہ ریاست اس بات کو یقینی بنانے کے لیے اس شعبے کی سرپرستی و نگرانی کرے گی۔

اس کے علاوہ ،حکومت کی طرف سے حاصل کیے جانے والے یہ تمام قرضے سود پر مبنی ہیں جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے واضح اور قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔ انہی سودی قرضوں نے پاکستان کو اس کے قیام کے بعد سے ہی قرضوں کی دلدل میں دھکیل رکھا ہے، حالانکہ پاکستان ان قرضوں کی اصل رقم سے کئی گنا زیادہ رقم سودی قسطوں کی شکل میں ادا کر چکا ہے۔

اے پاکستان کے مسلمانو! کیا آپ کے لیے کافی نہیں کہ آپ ایسی کئی حکومتوں کا مشاہدہ کر چکے ہیں جو کھلم کھلا استعماری ممالک کے ساتھ گٹھ جوڑ بناتی ہیں، ان کے اہلکاروں سے دنیا کے ہر کونے میں دن رات ملاقاتیں کرتی ہیں تا کہ آپ کو آپ ہی کی دولت سے محروم کرنے اور آپ کی بدحالی میں مزید اضافہ کرنے کی منصوبہ بندی کی جائے؟ یہی وقت ہے کہ آپ اس حکومت کے خاتمے اور اس عمدہ سرزمین پر خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کے شباب کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے دن رات ایک کر دیں۔ صرف ہماری اپنی ریاستِ خلافت ہی عوامی اثاثوں سے بہت بڑی مقدار میں محاصل (revenue) پیدا کرے گی جس میں پاکستان کے توانائی اور معدنیات کے وسیع وسائل شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان شعبوں سے بھی بھاری محاصل حاصل کرے گی جو بنیادی طور پر ریاست ہی کے پاس ہوتے ہیں اگرچہ نجی شعبہ بھی اس میں کام کر سکتا ہے جیسا کہ بھاری مشینری، ہتھیاروں کی تیاری، ٹیلی مواصلات، تعمیرات اور ٹرانسپورٹ کے ادارے۔ اس کے علاوہ زراعت کے شعبے سے خراج کی صورت میں محاصل اکٹھے کئے جائیں گے۔ یہ سب غیر ملکی سودی قرضوں پر انحصار کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دے گا، وہ قرضے کہ جو کفر اور گمراہی پر مبنی شرائط کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں۔

یہ جان لیں کہ پاکستان اور مسلم دنیا میں بدترین معاشی بدحالی کا اصل اور بنیادی سبب یہ ہے کہ 28رجب 1342 ہجری بمطابق 23مارچ 1924ء کو خلافت کے خاتمے کے بعد سے اسلام، ریاستی دستور اور آئین کی صورت میں نافذ نہیں ہے۔ اسلام ہمیں یہ حکم دیتا ہے اور ہم اس امر میں اللہ کے سامنے جوابدہ ہیں کہ ہم ایک خلیفہ کی بیعت کریں جو تمام مسلمانوں کا خلیفہ ہو گا اور صرف اور صرف اسلام کو ہی مکمل طور پر نافذ کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ کو بیعت دینے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے **لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ** "میرے بعد کوئی نبی نہیں لیکن کثرت سے خلفاء ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ایک کے بعد دوسرے کو بیعت دو کہ اللہ اُن سے اُس کے متعلق پوچھے گا جس پر انہیں ذمہ دار بنایا گیا" (بخاری)۔ حزب التحریر اسلام کی بنیاد پر حکمرانی کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس کے پاس پوری مسلم دنیا میں پھیلے ہوئے قابل سیاست دانوں کی ایک پوری فوج موجود ہے اور 191 دفعات پر مشتمل آئین نفاذ کے لیے تیار موجود ہے جس کی تمام دفعات صرف اور صرف قرآن وسنت سے اخذ کی گئی ہیں۔ تو اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم حزب التحریر کے ساتھ مل کر کام کریں اور خلافت کی واپسی کو یقینی بنائیں۔

اے افواج پاکستان کے افسران! کفر کے زیرِ سایہ تمھاری قوم کی کوئی زندگی نہیں ہے۔ ان کی حالت کو دیکھو کہ وہ کس قدر مصائب اور مشکلات کا شکار ہیں۔ جبکہ تم وہ ہو کہ جنہوں نے اپنے لوگوں کی خاطر اپنی جانیں دینے کی قسم کھائی ہے۔ یہی وقت ہے کہ تم اپنے عہد، اپنی قسم کو پورا کرو۔ اس کفر کی حکمرانی اور جمہوریت کے آئین کی مدد و نصرت سے ہاتھ کھینچ لو اور اسے تاریخ کے کوڑے دان کی نذر ہو جانے دو۔ راحیل-نواز حکومت کا خاتمہ کر دو اور حزب التحریر کو نُصرۃ فراہم کرو جو قابل فقیہ اور مدبر سیاست دان شیخ عطا بن خلیل ابو الرَشتہ کی قیادت میں سرگرم عمل ہے، تاکہ اس مسلم سرزمین پر، جس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بیش بہا وسائل اور قابل بیٹوں اور بیٹیوں سے نوازا ہے، خلافت کا قیام عمل میں آجائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہو، وہ تمہیں اس چیز کی جانب بلاتے ہیں جس میں تمھارے لیے زندگی ہے" (الانفال: 24)

حزب التحریر 6رجب،1435 ھ

ولایہ پاکستان 5 مئی2014ء

جمہوریت و آمریت سرمایہ دارانہ معیشت ہی کی پیروی کرتے ہیں

آئی۔ایم۔ایف کا منظور کردہ بجٹ 15-2014 پاکستان کی معیشت کو مزید تباہ کر دے گا

ہفتہ 10 مئی 2014 کو وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے آئی۔ایم۔ایف کے مشن چیف جیفری فرینکس کے ساتھ ایک پریس کانفرنس منعقد کی اور بجٹ 15-2014 کے حوالے سے آئی۔ایم۔ایف کے ساتھ طے پانے والے معاملات کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے تحت بجٹ 15-2014 میں 220 ارب روپے کے مزید ٹیکس عائد کیے جائیں گے، توانائی پر دی جانے والی زر تلافی کو مزید کم کیا جائے گا اور آنے والے تین سالوں میں درآمدی اشیاء پر ڈیوٹیز بھی کم کی جائیں گی۔

پاکستان میں آمر و جمہوری حکمران ہمیشہ بجٹ کی منظوری مغربی استعمار کے آلہ کار ادارے آئی۔ایم۔ایف سے حاصل کرتے چلے آرہے ہیں جبکہ عوام کو یہ کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ ہمارا اپنا بنایا ہوا بجٹ ہے۔ لیکن راحیل-نواز حکومت کے وزیر خزانہ نے بھری پریس کانفرنس میں آنے والے بجٹ کے حوالے سے آئی۔ایم۔ایف کے ساتھ طے پانے والے معاملات کا فخریہ اعلان کر کے اس بات کا قرار کرلیا کہ اٹھارہ کروڑ عوام پر مشتمل ایٹمی پاکستان اپنے معاشی فیصلے کرنے میں قطعاً آزاد نہیں۔

بجٹ 15-2014 کے حوالے سے آئی۔ایم۔ایف کے ساتھ طے پانے والے معاملات پاکستان کی معیشت کو مزید بین الاقوامی استعماری اداروں کا محتاج بنادے گا اور مقامی صنعت اور زراعت کے لیے تباہی کا باعث بنے گا۔ 220 ارب روپے کے مزید ٹیکس لگانے اور بجلی و گیس پر سے زر تلافی کم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مقامی صنعتوں اور زراعت کے شعبے میں استعمال ہونے والی اشیاء (Inputs) مہنگی ہو جائیں گی جس کے نتیجے میں ان شعبوں سے حاصل ہونے والی پیداوار بھی مہنگی ہو جائیں گی۔ اس پر مزید ظلم یہ کہ درآمدی اشیاء پر سے ڈیوٹی کم کی جائیں گی اور مہنگی مقامی اشیاء سستی

> جمہوریت اور آمریت نے پاکستان کو تباہی کی راہ پر گامزن کر دیا ہے۔ پاکستان کو ایک ایسے آئین کی ضرورت ہے جو صرف قرآن و سنت سے اخذ کیا گیا ہو کیونکہ ایک اسلامی آئین ہی پاکستان کو اس کی صلاحیتوں کے مطابق مقام سے سرفراز کر سکتا

درآمدی اشیاء کا مقابلہ ہی نہیں کر سکیں گی، نتیجتاً مقامی صنعتیں بند اور زرعی پیداوار میں کمی واقع ہونا شروع ہو جائے گی اور لوگ بڑی تعداد میں بے روزگار ہو جائیں گے۔

یہ ہے پاکستان کے بجٹ کی حقیقیت جس کا شرمناک انکشاف ہمارے "قابل" وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر سے کئی ہفتے قبل ہی کر دیا ہے، لیکن اس کے باوجود حکومت یہ اصرار کرے گی کہ آنے والا بجٹ ہمارہ اپنا مقامی بجٹ ہو گا جسے عوام اور ملکی مفاد کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ جمہوری و آمر حکمران اپنے مغربی استعماری آقاؤں، خصوصاً امریکہ کے مفاد کے تحت اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ پاکستان کی صنعت اور زراعت تباہ ہو جائے تا کہ پاکستان کبھی بھی ایک معاشی طاقت نہ بن سکے اور امریکی احکامات کو ماننے پر مجبور رہے۔

جمہوریت اور آمریت نے پاکستان کو تباہی کی راہ پر گامزن کر دیا ہے۔ پاکستان کو ایک ایسے آئین کی ضرورت ہے جو صرف قرآن و سنت سے اخذ کیا گیا ہو کیونکہ ایک اسلامی آئین ہی پاکستان کو اس کی صلاحیتوں کے مطابق مقام سے سرفراز کر سکتا۔ ایسا اسلامی آئین ریاست خلافت ہی نافذ کرتی ہے جس کے تحت ریاست قدرتی وسائل یعنی، تیل، گیس، معدنیات اور بجلی جیسی اشیاء کو ان کے عوامی اثاثے ہونے کی بنا پر استعمال میں لا کر عظیم محاصل حاصل کرتی ہے، زراعت کے شعبے سے خراج وصول کرتی ہے اور غریب سے کوئی ٹیکس نہیں لیتی۔ اسلام کے بتائے گئے ان محاصل سے اس قدر محصول اکٹھا ہوتا ہے کہ ریاست کو بیرونی قرضوں کی ضرورت ہی نہیں رہتی ۔ لہٰذا خلافت بالآخر اس سرزمین کو بیرونی استعماری اداروں کی ڈکٹیشن سے ہمیشہ کے لیے نجات دلائے گی اور ایسا انشاء اللہ جلد ہی ہو گا۔

شہزاد شیخ

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کے ڈپٹی ترجمان

سوال وجواب: کفریہ نظام میں شرکت

سوال: ہم اس پر بحث کر رہے تھے کہ ایک مسلمان کا موجودہ غیر اسلامی حکومتی نظاموں کے اندر شمولیت حرام ہے تو بحث کے دوران کسی نے کہا کہ اس نے ایک شیخ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس میں شمولیت جائز ہے اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے عمل کو دلیل بنا کر پیش کیا کہ اُنہوں نے مصر میں اس وقت کے بادشاہ کی شریعت پر فیصلے کئے..... اور یہ کہ نجاشی کئی سالوں تک کفر کے ساتھ حکومت کرتا رہا جبکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ مسلمان تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی۔ پھر یہ کہ مصلحت جو کہ ایک دلیل شرعی ہے، اس کا تقاضا کرتی ہے اور وہ مصلحت یہ ہے کہ ایک مسلمان اگر حکومت میں شامل ہو گا تو وہ ایک سیکولر شخص سے زیادہ اچھے طریقے سے مسلمانوں کے مفادات کا انتظام کرتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ استدلال کہاں تک صحیح ہے؟ اور کیا یقیناً کچھ شیوخ ایسے ہیں جو اس طرح کی بات کرتے ہیں؟ امید ہے جواب دے کر مستفید فرمائیں گے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دیدے۔

جواب: جی ہاں! کچھ سرکاری شیوخ سے اس قسم کے اقوال سننے کو ملتے ہیں لیکن ان کے اقوال ہمارے لئے حجت نہیں کیونکہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کے ذریعے حکمرانی کرنے کے دلائل صریح، صاف و شفاف اور بالکل واضح ہیں اور ان کا ثبوت بھی قطعی اور دلالت بھی قطعی ہے اور اس میں آئمہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ بلاشبہ حکم **بما انزل اللہ** فرض ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: **(فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ)**"پس آپ ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ (احکامات) کے مطابق فیصلہ کریں اور جو حق آپ کے پاس آیا ہے، اس کے مقابلے میں ان کے خواہشات کی پیروی نہ کریں" (المائدہ:48)۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **(وَأَنْ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلاَ تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ)** اوران کے درمیان اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے محتاط رہیں کہ کہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ بعض (احکامات) کے بارے میں آپ ﷺ کو بھٹکا نہ دیں" (المائدہ:49)۔

یہی مضمون بہت سی دیگر نصوص میں آیا ہے۔ جہاں تک بات ہے اللہ کے نازل کردہ کے مطابق حکومت نہ کرنے اور انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کا سہارا لینے کی تو اس کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر حکومت کرنے والا اس پر ایمان بھی رکھتا ہے تو یہ کفر ہے، ایمان نہ رکھے تو پھر یہ ظلم اور فسق ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے۔ **(وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ)** "اور جو کوئی اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے مطابق فیصلے نہ کرے وہ کافر ہے" (المائدہ:44)۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: **(وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ)** "اور جو کوئی اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے مطابق فیصلے نہ کرے وہ ظالم ہے" (المائدہ:45)۔ اور **(وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ)** "اور جو کوئی اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے مطابق فیصلے نہ کرے وہ فاسق ہے" (المائدہ:47)۔

جہاں تک ان مشائخ سلطانی کے استدلال کی بات ہے تو جیسا کہ ہم نے کہا یہ حجت نہیں، اس کی کئی وجوہات ہیں:

1۔ یوسف علیہ السلام کے عمل کو دلیل بنا کر ان لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ بعض مسائل میں بادشاہِ مصر کی شریعت کے تحت فیصلے کیا کرتے تھے، یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کیا تھا، تو اس استدلال کا یہ محل نہیں، کیونکہ ہمیں اسلام کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے جس کو محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے اور یہ اللہ کی طرف سے وحی تھی۔ ہمیں یوسف علیہ السلام یا دوسرے انبیاء کی شریعتوں پر چلنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سے پہلے کی شریعت ہمارے لئے شریعت کا درجہ نہیں رکھتی کیونکہ اسلام نے آکر پچھلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **(وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا)** "اور (اے رسول ﷺ) ہم نے تم پر بھی حق پر مشتمل کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی نگہبان ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کے درمیان اسی حکم کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے تم پر نازل کیا ہے اور جو حق تمہارے پاس آگیا ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ تم میں سے ہر ایک (امت) کے لئے ہم نے ایک (الگ) شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے" (المائدہ:48)۔ اس آیت میں **"مہیمناً"** کا معنی ناسخاً (منسوخ کردینے والا) کے ہیں تو اسلام نے سابقہ تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا، اس لئے پچھلی قوموں کی شریعتیں ہمارے لئے شریعت کا حکم نہیں رکھتیں۔

کچھ دیگر آئمہ اصول نے ایک اور انداز میں اس قاعدہ کو لیا ہے یعنی (شَرْعُ مَنْ قَبلَنا شرع لنامالم يُنْسَخ) "پچھلی اقوام کی شریعت کو جب تک منسوخ نہ کر دیا جائے وہ ہمارے لئے بھی شریعت ہوتی ہے"۔ یہ اصولی قاعدہ

بھی گزشتہ شریعتوں کے صرف ان احکام سے استدلال کو جائز قرار دیتا ہے جو غیر منسوخ ہو۔ ان احکام کو جن کو ہماری شریعت نے آکر منسوخ کر دیا، لینا درست نہیں بلکہ ہم سے مطالبہ ان احکام کا ہے جو ہماری شریعت میں وارد ہوئے ہیں اور اللہ کے نازل کردہ کے مطابق حکومت کا حکم اسلام کا ایک صریح اور واضح حکم ہے۔ اس سے زمانہ گزشتہ کی وہ تمام شریعتیں منسوخ ہو جاتی ہیں جو اس حکم میں اسلام کی مخالف ہوں۔ اس بناء پر معتبر علماء اصول الفقہ خواہ وہ پہلے قاعدے "شرع من قبلنا لیس شرعاً لنا" کو ماننے والے ہیں یا دوسرے قاعدے "شرع من قبلنا شرع لنا مالم ینسخ" کو ماننے والے ہیں سب نے کہا ہے کہ حکم **بما انزل اللہ** فرض ہے کیونکہ یہ اسلام کا ایک واضح اور منصوص حکم ہے۔ یہ قطعی الثبوت والدلالۃ ہے اور پچھلی مخالف شرائع کو منسوخ کرتا ہے۔

یہ اس بناء پر ہے کہ جب ہم فرض کرلیں کہ یوسف علیہ السلام نے بعض مسائل میں مصر کے بادشاہ کی شریعت پر فیصلے کئے، اگرچہ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نبی تھے اور معصوم تھے، انہوں نے جتنے فیصلے کئے صرف اور صرف **ما انزل اللہ** کے مطابق کئے، جب اپنے جیل کے دو ساتھیوں کے ساتھ ان کی گفتگو ہوئی تو انہیں یہی کہا کہ فیصلہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ یوسف میں فرمایا ہے، **(يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ)** "اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جس کا اقتدار سب پر چھایا ہوا ہے؟ اُس کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو اُن کی حقیقت چند ناموں سے زیادہ نہیں ہے جو تم نے اور تمہارے آباؤاجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے اُن کے حق میں کوئی دلیل نہیں اُتاری۔ حاکمیت اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اُسی نے یہ حکم دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے" (یوسف:39-40)۔ اس آیت میں تو یوسف علیہ السلام یہی کہہ رہے ہیں کہ **(ان الحکم الا للہ)** کہ اللہ کے علاوہ کسی کو حاکمیت حاصل نہیں۔ لہٰذا حاکمیت صرف رب العالمین کی ہے جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور صرف اسی سے قوانین شریعت لیں گے۔ ہم اس کے سوا کسی کو اپنا رب نہیں مانتے۔

> **کفریہ نظاموں میں حصہ لینا اور اللہ کے نازل کردہ کے علاوہ سے حکمرانی کرنا کفر ہے جبکہ حکمران اس حکمرانی کا عقیدہ بھی رکھتا ہو اور بغیر عقیدے کے کفریہ نظاموں کے ساتھ حکمرانی کرنا ظلم اور فسق ہے**

اور یوسف علیہ السلام کے قول و عمل میں ایسا کوئی تضاد نہیں تھا کہ ایک طرف وہ اللہ کی حاکمیت کی دعوت دیں اور دوسری طرف کفر کے ساتھ حکومت کریں۔ اس کا مطلب ایک نبی کی عصمت پر طعنہ زنی کرنا ہے اور یہ ایک بہتان ہے جو یقیناً کوئی چھوٹی موٹی بات نہیں.....اس لئے یوسف علیہ السلام کفر کے ساتھ حکومت نہیں کرتے تھے بلکہ انہوں نے ایک سچے اور مخلص بندے کی طرح اللہ کے نازل کردہ کے مطابق حکمرانی کی۔ تو جیسا کہ ہم نے کہا کہ اگر بالفرض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی شریعت میں یہ اجازت دی گئی تھی کہ وہ بعض معاملات میں شاہ مصر کے قوانین پر فیصلے کریں تو بجا ہے، مگر اسلام آنے کے بعد گزشتہ تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں اور ہمارے اوپر رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بعد صرف اور صرف اسلام کے ذریعے حکمرانی کرنا فرض کیا گیا ہے۔

2۔ جہاں تک نجاشی کے حوالے سے بات ہے تو یہ بھی بے محل ہے کیونکہ اس مسئلے کے اندر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ نجاشی قبول اسلام سے پہلے بھی بادشاہ تھا اور خفیہ اسلام لایا اور اسلام لانے کے بعد تھوڑا عرصہ زندہ رہا اور پھر اس کا انتقال ہو گیا اور چونکہ باقی ساری قوم کافر تھی تو اس کی اتنی قدرت نہیں تھی کہ اسلام کا نفاذ کرتا، اس لئے اپنے اسلام کا اعلان بھی نہ کر سکا..... اب اس کو ایک ایسے مسلمان پر منطبق نہیں کیا جا سکتا جسے لوگ بحیثیت ایک مسلمان کے جانتے ہوں اور اس کا اسلام مشہور و معروف ہو ہم اس کو مزید تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہیں:

ا۔ نجاشی کا لفظ ملک حبشہ کے کسی مخصوص حکمران کا نام نہیں بلکہ یہ ہر حبشی حکمران کا لقب ہوا کرتا تھا جیسا کہ فارس (ایران) کا حکمران کسریٰ اور روم کا

حکمران قیصر کہلاتا تھا.....جس نجاشی کے مسلمان ہونے کی ہم بات کر رہے ہیں جس پر رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی تھی، تو ایسا نہیں تھا کہ اس کے اسلام لانے کے کئی سال گزرے تھے، جیسا کہ سوال میں کہا گیا ہے، بلکہ اس کے اسلام کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا جو چند دن یا ہفتے یا ایک دو مہینے سے زیادہ نہیں تھا۔ یہ وہ نجاشی نہیں تھا جس کے پاس مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے گئے۔ یہ وہ نجاشی بھی نہیں تھا جس کے پاس رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ کو صلح حدیبیہ کے بعد بھیجا تھا یعنی جب آپ ﷺ نے حکمرانوں کے پاس قاصد بھیجے بلکہ یہ ایک دوسرا نجاشی تھا جس نے اس نجاشی کے بعد حکومت سنبھالی تھی جس کے پاس رسول اللہ ﷺ نے پیغام بھیجا تھا۔ بخاری و مسلم میں اس حوالے سے روایات موجود ہیں، لہٰذا جو لوگ یہ سوچتے ہیں کہ یہ وہی نجاشی ہے جو حبشہ کا بادشاہ تھا جس نے اسلام قبول کر لیا تھا اور جس کے پاس مسلمان ہجرت کر کے گئے، یا یہ وہ نجاشی تھا جس کے پاس رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ کو حدیبیہ کے بعد بھیجا تھا تو یہ ایک واہمہ سے زیادہ نہیں ہے۔ باقی رہی بخاری و مسلم کی روایات سے متضاد دیگر روایات، تو وہ مردود ہیں۔ ہماری ذکر کردہ باتوں پر ہمارے پاس کئی دلائل ہیں:

مسلمؒ نے قتادہ سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (**«أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى كِسْرَى، وَإِلَى قَيْصَرَ، وَإِلَى النَّجَاشِيِّ، وَإِلَى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ تَعَالَى»**، وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ) "کہ نبی ﷺ نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور تمام جابروں کو خطوط لکھ کر ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ یہ وہ نجاشی نہیں جس کی نبی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی تھی"۔

ترمذیؒ قتادہ سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (**«أَنَّ رسو ل اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ قبل موته إِلَى كِسْرَى، وَإِلَى قَيْصَرَ، وَإِلَى النَّجَاشِيِّ، وَإِلَى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ»** وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم) "کہ نبی ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور تمام جابروں کو خطوط لکھ کر ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی، یہ وہ نجاشی نہیں جس کی نبی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی تھی"۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ب۔ چونکہ رسول ﷺ نے حدیبیہ سے واپسی پر حکمرانوں کو خطوط بھیجے، یعنی ذی قعدہ 6 ہجری کو اور جس نجاشی نے اسلام قبول کر لیا تھا یہ وہ نجاشی نہیں جس کو دیگر حکمرانوں کی طرح رسول اللہ ﷺ نے خط بھیجا بلکہ یہ اس کے بعد آنے والا دوسرا نجاشی تھا تو گویا اس بعد میں آنے والے نے سنہ 7 ہجری میں حکومت سنبھال لی تھی۔

ج۔ اور چونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو ان احادیث کے راوی ہیں، مسلمان ہونے والے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھتے وقت آپ ﷺ کے ساتھ تھے جیسا کہ نجاشی کی نماز جنازہ والی احادیث میں ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے قبیلہ دوس کے ایک وفد کے ساتھ مدینہ آئے، اس وفد میں ستر یا اسّی لوگ تھے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے۔ وفد والے وہاں جاکر آپ ﷺ سے ملے۔ آپ ﷺ نے ان کو خیبر کی غنیمت میں سے حصہ بھی دیا اور خیبر کا واقعہ سنہ 7 ہجری میں ہوا۔ ان تمام باتوں کا مطلب یہ ہے کہ نجاشی جو مسلمان ہوا تھا، اس نے حبشہ کی حکومت ساتویں ہجری میں سنبھال لی تھی، اسی سال اس کی وفات بھی ہوئی، یعنی چند دن یا ایک مہینہ یا چند مہینے زندہ رہا۔

د۔ ان دنوں حبشہ کے لوگ کفر کی حالت میں اور عیسائی دین پر تھے۔ ان کا حکمران نجاشی تھا جس نے خفیہ طور پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ لوگوں کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی نجاشی کی وفات کی خبر وحی سے معلوم ہوئی جیسا کہ اس نجاشی پر نماز پڑھنے کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے:

أخرج البخاري عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (**«أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا»**) "بخاریؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی دن نجاشی کی وفات کی اطلاع دی جس دن اس کی وفات ہوئی۔ آپ ﷺ عید گاہ کی طرف نکلے، صفیں بنائی گئیں اور آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں"۔ دوسری روایت میں ہے کہ "آپ ﷺ نے نجاشی حبشہ والے کی وفات کے دن ہی اس کی موت کی اطلاع دی اور کہا کہ اپنے بھائی کیلئے اللہ سے دعائے مغفرت کرو"۔ بخاریؒ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا "آج حبش کے ایک نیک آدمی کی وفات ہوئی ہے، آؤ اس کی نماز جنازہ پڑھیں"۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے صفیں بنائیں اور آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ابو الزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں دوسری صف میں کھڑا تھا۔ ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نجاشی کی وفات کے وقت آپ ﷺ نے فرمایا "آج ایک نیک آدمی کی وفات ہوئی ہے، اٹھو اپنے بھائی اَصحمَہ کی نماز جنازہ ادا کرو"۔

یہ جتنے الفاظ ان احادیث میں آئے ہیں مثلاً **«نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ»، «نَعَى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ، يَوْمَ**

الَّذِي مَاتَ فِيهِ»، فَقَالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ»"، «مات اليوم رجل صالح...» ان سب سے مفہوم یہی ہوتا ہے کہ نجاشی کی وفات کے دن ہی آپ ﷺ نے اس کی اطلاع دی، جبکہ نجاشی حبشہ میں اور رسول اللہ ﷺ مدینے میں تھے۔ اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ علم آپ ﷺ کو وحی کی ذریعے دیا گیا۔ تو جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اپنے بھائی کیلئے دعائے مغفرت کرو" اور "آج ایک نیک بندے کا انتقال ہوا ہے" ان تمام کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کو اس کی موت کے بارے کوئی علم نہیں تھا۔

ھ۔ اس لئے اقتدار میں شرکت کے معاملے میں نجاشی والے حالات موجود نہیں۔ اُس نے تو خفیہ اسلام قبول کر لیا تھا اور اس کی قوم کافر تھی۔ پھر تھوڑے عرصے بعد اس کا انتقال ہو گیا اور رسول ﷺ کے علاوہ کوئی بھی اس کے اسلام کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ ان تمام حقائق کو دیکھتے ہوئے ایک مشہور و معروف مسلمان اگر اللہ کے نازل کردہ کے علاوہ دیگر نظاموں کے ذریعے حکمرانی کرے تو اس کے اور نجاشی کی (اس غیر معروف) زندگی کے درمیان کوئی جوڑ نہیں بنتا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کے درمیان یکسانیت موجود ہے تو ان کے پاس اس بات پر کوئی دلیل یا شبہ دلیل موجود نہیں۔

3۔ جہاں تک مصلحت کو دلیل بنانے کی بات ہے تو یہ بھی بے محل ہے۔ ہم نے اس کا جائزہ لیا:

اصول فقہ کے علماء میں سے بعض مصلحت کو دلیل کے طور پر لیتے ہیں مگر انہوں نے بھی یہ کہا ہے کہ مصلحت کو دلیل تب ہی بنانا جائز ہو گا جبکہ شرع میں اس کے بارے کوئی امر یا نہی نہ آئی ہو، بصورت دیگر مصلحت پر عمل نہیں کیا جائے گا بلکہ شرع میں وارد حکم کو لیا جائے گا۔ معتمد علماءِ اصول فقہ میں سے کسی نے بھی مصلحت کے تقاضے کے پیش نظر وحی کی نصوص کو معطل کرنے کی بات نہیں کی ہے۔

مثلاً ربا حرام ہے۔ وحی کی ثابت شدہ نصوص اس کو حرام قرار دیتی ہیں۔ اب اگر مصالح کی تکمیل ربا کا تقاضا کرے تو شرع اس کو مسترد کرتی ہے اور یہ فعل حرام ہو گا اور اگر کچھ نام نہاد علماء اس پر فتویٰ دیں تو ان کا فتویٰ ناقابل قبول ہو گا کیونکہ یہ شرعی نصوص کے مخالف ہے۔

ماانزل اللہ کے علاوہ حکمرانی قطعی طور پر حرام ہے۔ اس کے بارے میں بھی آسمانی وحی کی نصوص آئیں ہیں، جیسے ربا ایک قطعی حرام ہے۔ تو مصلحت کو فیصلہ کن بنانے کا کوئی جواز نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ شرعی احکامات کی تنفیذ ہی مصلحت ہے۔ اس کے برعکس یہ کہنا کہ جو مصلحت ہے وہی شریعت کا حکم ہے، ایسا ہرگز نہیں۔

چلو ہم ان علماء کے ساتھ کچھ دیر کیلئے موافقت کر لیتے ہیں، جو اس معاملے میں سہولت پسند ہیں اور مصالح مرسلہ کی بات کرتے ہیں لیکن ان کے اپنے مذہب میں مصلحت کو دلیل بنانے کا یہ موقع نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مصالح مرسلہ سرے سے موجود ہی نہیں۔ ہاں ان لوگوں کے ہاں ضرور موجود ہے جو کہتے ہیں کہ شرع نے کچھ امور ایسے چھوڑے ہیں جن کے بارے میں کوئی امر یا نہی نہیں کی۔ وہ ایسے مواقع میں مصلحت کو استعمال کرنے کی بات کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شرع نے ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کے بارے میں حکم نہ دیا ہو۔ شرع نے سب کچھ بیان کیا ہے، مثلاً **(تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ)** "جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے" (النحل:89)، **(مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ)** "ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی" (الانعام:38)، **(الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا)** "آج میں نے تمھارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمھارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا "(المائدہ:3)۔

4۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفریہ نظاموں میں حصہ لینا اور اللہ کے نازل کردہ کے علاوہ سے حکمرانی کرنا کفر ہے جبکہ حکمران اس حکمرانی کا عقیدہ بھی رکھتا ہو اور بغیر عقیدے کے کفریہ نظاموں کے ساتھ حکمرانی کرنا ظلم اور فسق ہے جیسا کہ ان آیات کریمہ میں وارد ہے **(وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ)**، **(وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ)** اور **(وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ)**۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے نازل کردہ قوانین کے علاوہ حکمرانی میں مسلمان کی شرکت جائز ہے تو ان کے پاس کوئی دلیل یا شبہ دلیل نہیں کیونکہ یہ عمل قطعی الثبوت والدلالۃ نصوص کی رو سے ممنوع ہے۔

امید ہے جواب سے تسلی ہو جائے گی، انشاء اللہ۔

4 رجب 1435ھ

3 مئی 2014م

سوال وجواب: چین کا مقابلہ کرنے کی بھارتی پالیسی پر امریکی اثرات

سوال: 7 اپریل 2014 کو انڈیا میں عام انتخابات کا آغاز ہوا، جو 12 مئی 2014 تک جاری رہیں گے اوراس کے نتائج کا اعلان 16 مئی 2014 کو کیا جائے گا۔ ان انتخابات میں دو بڑی سیاسی جماعتیں حصہ لے رہی ہیں، ایک بی جے پی (بھارتیہ جنتا پارٹی) جن کے امریکہ کے ساتھ روابط ہیں اور یہ اس کی اتحادی ہے جبکہ دوسری کانگریس ہے جو انگریز نواز ہے اور جس نے 2004 کے انتخابات میں کامیابی حاصل کرکے برسر اقتدار آنے کے بعد سے امریکہ کے ساتھ روابط میں سرد مہری کا مظاہرہ شروع کیا تھا، کیونکہ اس کے تعلقات برطانیہ کے ساتھ تھے، نیز چین کا سامنا کرنے میں بھی خوف کا مظاہرہ کیا..... سوال یہ ہے کہ چین کا مقابلہ کرنے کی بھارتی پالیسی پر امریکہ کس حد تک اثر انداز ہوگا؟ اور ایشیا پیسفک کیلئے امریکی حکمت عملی اور اس تصادم میں جاپان اور آسٹریلیا کو بھی داخل ہونے پر آمادہ کرنے کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟ کیا بھارت میں برسر اقتدار آنے والی پارٹی کی نوعیت اس امریکی پالیسی پر بہت زیادہ اثر انداز ہوگی؟ مثلاً کانگرس یا بی جے پی میں سے کسی ایک پارٹی کو کامیابی حاصل ہو جائے تو اس پالیسی پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ کیا بھارت چین سے ٹکر لینے کے قابل ہے؟ اور چین وبھارت کے درمیان طاقت کے توازن کی صورتحال کیا ہے؟

جواب: ان سوالات کا جواب مندرجہ ذیل امور کو مد نظر رکھنے سے واضح ہوگا:

1۔ امریکہ نے ایشیا پیسفک بالخصوص مشرقی وجنوبی بحر چین میں اور گردوپیش کے ممالک کے ذریعے چین کا محاصرہ کرنے پر کام کیا۔ چنانچہ اس مقصد کیلئے اس نے معاہدے، شراکت داریاں اور علاقائی ممالک کے ساتھ تعلقات مستحکم کیے۔ ایک دہائی کے عرصے پر مشتمل اس حکمت عملی میں مزید سنجیدگی اُس وقت آئی جب امریکہ نے دیکھا کہ چین کا دائرہ تنگ کرنے کی پالیسی اب انتہاء کو پہنچ چکی ہے یعنی اس کیلئے اب مزید چین کا گھیرا تنگ کرنا ممکن نہیں رہا تو امریکہ اس کے قریب آنے لگا۔ امریکہ نے چین کو عالمی تجارتی تنظیم (WTO) میں شامل کیا اور اس کے ساتھ تجارتی تعلقات بڑھائے اوراب چین کے ساتھ امریکہ کا اسٹرٹیجک مذاکرات ماضی کی طرح حساس نہیں رہا..... لیکن اس کے باوجود چین امریکی مدار میں آیا اور نہ ہی امریکی حکمت عملی کے مطابق اس کا اتحادی بنا اور نہ ہی امریکہ اس قابل ہو سکا کہ مشرقی وجنوبی بحر چین کے خطے پر چین کے تسلط حاصل کرنے کی خواہشات کو محدود کرسکے۔ یہ علاقہ چین کا اہم اور ناگزیر علاقہ سمجھا جاتا ہے اور اپنی بقاء، یکجہتی اور آزادی کی حفاظت کرنے والی علاقائی بڑی ریاست کی حیثیت سے چین اب بھی اپنی عسکری و اقتصادی طاقت کو مستحکم کرنے کیلئے کوشاں ہے، اس لئے وہ اپنی اقتصادی قوت کو نہ صرف منافع حاصل کرنے بلکہ بعض خطوں میں سیاسی اثرات کو بڑھانے کیلئے بھی استعمال کرنے لگا ہے اور اپنے خطے میں اپنے اثر ونفوذ کو بڑھانے پر وہ اس انداز سے کام کر رہا ہے جو امریکی حکمت عملی سے متصادم ہے یا جس کی وجہ سے امریکی نفوذ خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ بلاشبہ چین کی کچھ علاقائی خواہشات ہیں اور وہ یہ کہ اس خطے پر جسے وہ ناگزیر سمجھتا ہے، کنٹرول حاصل کرے اور چین صرف خشکی والے علاقے پر قناعت نہیں کرتا، ورنہ اس صورت میں وہ ایک بڑی اقتصادی ریاست ہوتے ہوئے بھی ان ہی زمینوں میں محصور ہو کر رہ جائے گا۔ امریکہ بھی چین کے سمندری علاقے کو اپنے لئے ناگزیر علاقے کی نظر سے دیکھتا ہے۔ لہٰذا امریکی غرور اس پر بس نہیں کرے گا کہ اس کی حدود میں کوئی دوسری بڑی علاقائی ریاست موجود ہو بلکہ وہ پوری دنیا کو اپنا ہی خطہ سمجھتا ہے، اس لئے وہ عالمی امریکی بالادستی کی توسیع کیلئے چینی علاقے میں اس کے خلاف مزاحمت کرتا ہے..... لیکن تجارتی تعلقات اور اسٹرٹیجک مذاکرات میں چین کے ساتھ قریبی تعلقات کے ذریعے چین کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی پالیسی نہ تو چین کو امریکی مدار میں لانے میں کامیاب رہی اور نہ ہی معروف معنوں میں چین اس کا اتحادی بنا بلکہ چین کی علاقائی پالیسی امریکہ کیلئے پریشانی کا باعث بنی ہے۔ اس لئے اب صرف گھیراؤ کی پالیسی کارگر نہیں رہی۔ پس امریکہ نے ایشیا پیسفک کے متعلق نئی پالیسی وضع کرلی جس کے نفاذ کیلئے اسے اپنے 60 فیصد بحری اثاثوں کو اس خطے میں تعینات کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ چین کو علاقائی مسائل میں اُلجھانے کے ذریعے اس کا گھیراؤ کرنے کی پالیسی کو بھی امریکہ نے اپنایا ہوا ہے۔ امریکہ نے گھیراؤ کی اس پالیسی پر خطے کے ممالک کو اکسانے کی کوششوں پر توجہ مرکوز کررکھی ہے۔ وہ ممالک جو اس پالیسی پر اثر انداز ہوسکتے ہیں ان میں تین ممالک سرفہرست ہیں: بھارت، جاپان اور آسٹریلیا۔

2۔ جہاں تک بھارت کی بات ہے تو اس کی چین کے ساتھ 3488 کلومیٹر طویل سرحد ہے اور ان دونوں ممالک کے درمیان سرحد سے متعلق کچھ حل طلب مسائل موجود ہیں۔ ربع صدی سے ان مسائل پر بات چیت کے ادوار منعقد کئے جاتے رہے ہیں جس میں سب سے حالیہ 14 واں دور دونوں ممالک کے درمیان سرحد کی شناخت کے لئے منعقد کیا گیا۔ پھر بات چیت میں تعطل واقع ہوا اوراس کا 15 واں دوراب تک منعقد

نہیں ہو سکا کیونکہ 15 اپریل 2013 کو چینی فوجی بھارت کی سرحد پار کرکے لداخ کے علاقے میں گھس آئے۔ انھوں نے وہاں کیمپ لگائے پھر تین ہفتے بعد وہاں سے واپس چلے گئے۔ یہ ایک ایسا عملی مظاہرہ تھا جس کا مطلب بھارت کو یہ پیغام دینا تھا کہ چین سرحد پار کرنے اور جنگ میں کودنے کی قابلیت رکھتا ہے، جیسا کہ اکتوبر 1962 میں ہوا تھا جب چینی فوج نے اروناچل پردیش پر یلغار کرکے بھارتی فوجیوں کو بھگا دیا تھا۔ پھر اس آپریشن کے ایک مہینہ بعد چینی فوج نے دوسری بار بھارتی زمینوں پر حملہ کرکے لگ بھگ 2000 بھارتیوں کو قتل کرڈالا۔ سرحدوں کی واضح نشاندہی کا معاملہ اب تک حل طلب ہے اور اس وقت جو سرحد ہے اسے "حقیقی لائن آف کنٹرول" کہا جاتا ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان یہی وہ گرم نقطہ ہے جو مسلسل کشیدگی کا باعث ہے۔ تبت کے مسئلے سے پیدا شدہ کشیدگی اس کے علاوہ ہے جس پر چین نے 1950 میں قبضہ کیا تھا۔ یہ علاقہ بھارتی سرحد سے متصل ہے۔ لہٰذا بھارت نے اس مسئلے کو بھڑکانے کیلئے امریکہ کو شریک کیا اور یہ دونوں اس خطے کے بدھ مذہب کے پیروکاروں اور ان کے رہنما دلائی لاما کی حمایت کرتے ہیں۔ بھارت نے ایک جلاوطن حکومت کی حیثیت سے تبت کی مرکزی انتظامیہ کی بنیاد رکھ کر دلائی لامہ کے سپرد کردیا۔ یہ تمام وہ عوامل ہیں جو بھارت اور چین کے درمیان کشیدگی کو برابر قائم رکھے ہوئے ہیں۔

3۔ امریکہ چین وبھارت کے درمیان موجود اس کشیدگی کا فائدہ اٹھا کر بھارت کو چین کے سامنے کھڑا کرنا یا ان دونوں کے درمیان مسائل کھڑے کرکے چین کو اس مسئلے کے اندر اُلجھانا چاہتا ہے مگر بھارت چین کا سامنا کرنے سے خائف ہے۔ بھارت کے نواح میں چین کی طرف سے جاری کئے جانے والے جارحانہ پیغامات اس بات کے شواہد ہیں۔ اس بنا پر امریکہ کو اس بات کی ضرورت تھی کہ بھارت کو ورغلائے اور چین کو بے چین رکھنے اور اس کو سرحد کے مسائل میں مسلسل مصروف رکھنے کیلئے اس کی حوصلہ افزائی کرے۔ چنانچہ امریکہ نے بھارت کے ساتھ اسٹریٹیجک پارٹنرشپ کا معاہدہ کیا اور ساتھ ہی دونوں ممالک نے ایٹمی تعاون کا معاہدہ بھی کیا..... اس طرح امریکہ نے بھارت کے ساتھ کئی اقتصادی اور سیکورٹی معاہدات پر دستخط کئے، جن میں سے 2005 میں ہونے والے دفاعی معاہدے کو حتمی شکل دی جاچکی ہے اور 2008 میں سول ایٹمی تعاون کا معاہدہ ہوچکا ہے۔ ان تمام امور نے دونوں ممالک کے درمیان سیکورٹی تعاون کو وسیع کردیا ہے۔ نتیجتاً آج یہ دونوں ممالک ایسی متعدد مشترکہ فوجی مشقیں کررہے ہیں جس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ دوسری طرف بھارت کے ساتھ امریکی اسلحے کے بڑے بڑے سودے بڑھتے جارہے ہیں..... جب بھارتی آرمی چیف دیپک کپور نے دسمبر 2009 کے اواخر میں یہ کہتے ہوئے بیان دیا کہ: "انڈین آرمی کو دو محاذوں پر جنگ کیلئے تیار رہنا چاہئے" (اکانومسٹ 15 فروری 2010) تو امریکہ نے پاکستان پر مشرقی سرحد پر سے اپنی افواج میں تخفیف کرکے مغربی سرحد پر تعینات کرنے کیلئے دباؤ ڈالنا شروع کیا تاکہ وہ ان قبائلی مجاہدین سے لڑیں جو افغانستان میں امریکہ کے خلاف لڑرہے ہیں۔ یہ سب اس لئے کیا گیا تاکہ بھارت چین کے ساتھ اپنے شمالی محاذ پر یکسوئی کے ساتھ توجہ مرکوز کرسکے..... اس کے ساتھ امریکہ نے بھارت کے ساتھ تجارت کو بڑھانے پر کام کیا، چنانچہ بھارت کی امریکی منڈیوں کو برآمدات کے حجم میں ان پانچ سالوں میں کسی بھی دوسری ریاست کے مقابلے میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا ہے۔ بھارتی انڈسٹریل یونین کے اندازوں کے مطابق سروسز کے حوالے سے دوطرفہ تجارت کے بارے میں یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ آنے والے چھ سالوں میں ساٹھ بلین ڈالر سے بڑھ کر 150 بلین ڈالر تک پہنچ جائے گی..... اس کے باوجود بھارت چین کے ساتھ زمینی جنگ سے ڈرتا ہے اور یہ بھی ہے کہ کانگریس پارٹی کے بھارتی حکام امریکہ کے اتنے وفادار نہیں جتنا کہ برطانیہ کے ہیں، ایسے میں وہ امریکی مفاد کیلئے چین کے ساتھ ناکام قسم کا تصادم مول لینے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

4۔ تب امریکہ نے دیکھا کہ بھارت کی نظریں بحر الکاہل کے مشرقی خطے بالخصوص جنوبی بحر چین کی طرف پھیر دے اور اس کو اس خطے میں موجود تیل اور گیس کے وسائل کیلئے چین کا مقابلہ کرنے پر اُکسائے اور اسے ایشیا پیسفک حکمت عملی کے تحت چین کا مقابلہ کرنے پر تیار کرے۔ اور پھر ایسا ہی ہوا کہ بھارت نے چین کے ساتھ متنازعہ جزائر سپراٹلی کے ساحل کے سامنے تیل و گیس کی جستجو کیلئے ویتنام کے ساتھ معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کے بعد چینی وزارت خارجہ کے ترجمان لی ویمین نے یہ بیان دیا کہ "ہم یہ امید نہیں کرتے کہ ہم متنازعہ جنوبی بحر چین میں غیر ملکی قوتوں کو ملوث ہوتے ہوئے دیکھیں اور نہ ہی ہم چاہتے ہیں کہ غیر ملکی کمپنیاں ایسے کام کریں جن سے چین کی بالادستی، اس کے حقوق اور مفادات پر زد پڑے" (شرق اوسط 28 نومبر 2011)۔ اس سے قبل کیمونسٹ پارٹی کے ترجمان اخبار "پیپلز ڈیلی" نے بھارت اور ویتنام پر چین کے مقابلے میں غیر ذمہ دارانہ کوششیں کرنے کا الزام لگایا۔ امریکہ بھی مسلسل بھارت کو اس خطے کی طرف متوجہ کرنے کیلئے اس کی حوصلہ افزائی کرتا رہا۔ چنانچہ 22 جولائی 2013 کو نائب امریکی صدر جوزف بائیڈن نے بھارت کا دورہ کیا اور اس دورے سے قبل واشنگٹن میں پیشگی بیانات دئے اور بھارت کو مشرقی بحر الکاہل کی طرف متوجہ ہونے پر اُکساتے ہوئے کہا کہ "بے شک بھارت کی نظریں ایک سیکورٹی اور بڑھتی ہوئی طاقت کی حیثیت سے مشرق پر لگی ہوئی ہیں۔ ہمارے لئے یہ ایک خوش کن خبر ہے"۔ اس نے مزید کہا کہ "ہم خطے

میں بھارت کی مداخلت کو خوش آمدید کہتے ہیں اور خطے میں زمینی اور سمندری نقل وحمل کے نئے روابط کی تشکیل کی کوششوں کو سراہتے ہیں" (آئی آئی پی ڈیجیٹل 23 جولائی 2013)۔ اس سے ایک مہینہ قبل 24 جون 2013 کو امریکی سیکریٹری خارجہ کیری نے اپنے بھارتی ہم منصب سلمان خورشید کے ساتھ نئی دہلی میں ملاقات کی اورامریکہ و بھارت کے درمیان اسٹرٹیجک مذاکرات کے چوتھے دور کی دونوں نے سربراہی کی۔ ان دونوں نے ایشیا اور بحر ہند و بحر الکاہل میں استحکام اور سلامتی کے بارے میں مشترکہ نقطہ نظر پر زور دیا۔ دونوں رہنماؤں نے علاقائی روابط کو مضبوط کرنے کیلئے مسلسل تعاون اور سمندری امن کی اہمیت پر زور دیا(آئی آئی پی ڈیجیٹل 24 جون 2013)۔ یہ تمام چیزیں اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ امریکہ بحر الکاہل کے مشرقی خطے بالخصوص جنوبی بحر چین پر توجہ دینے پر بھارت کو ابھارنے کیلئے تگ ودو کررہا ہے۔ اس کے باوجود ایشیا اور بحر الکاہل کیلئے امریکہ کی اس جدید حکمت عملی کو وضع کرنے کے دو سال گزرنے کے بعد بھی بھارت امریکہ کی توقعات پر پورا نہیں اترا۔ اس کے کچھ ایسے اسباب ہیں جن کا تعلق برطانیہ کی وفادار کانگریس پارٹی کی پالیسی کے ساتھ ہے جبکہ دوسری طرف بھارت چین کا مقابلہ کرنے سے ڈرتا بھی ہے۔

5۔ جہاں تک آسٹریلیا کی بات ہے، تو امریکہ نے آسٹریلیا کے کردار کو جو امریکی مدار میں گھومتا ہے، فعال بنانے اور اقتصادی وسکیورٹی میدان میں اس کے ساتھ تعاون کو تیز تر کرنے پر کام کیا تاکہ وہ ایشیا پیسفک سے متعلق امریکی حکمت عملی کے تحت چین کا مقابلہ کرنے کیلئے کمربستہ ہو جائے۔ اس مقصد کیلئے اعلیٰ سطحی امریکی ذمہ داران بالخصوص سابق امریکی سیکریٹری خارجہ ہیلری کلنٹن، سابق امریکی وزیر دفاع لیون پنیٹا اور سابق چیف آف آرمی سٹاف مارٹن ڈیمپسی نے آسٹریلیا کے شہر پرتھ کا سفر کیا تاکہ اپنے آسٹریلوی ہم منصب شخصیات سے ملاقاتیں کریں۔ اس دن کلنٹن نے پرتھ میں یونیورسٹی آف ویسٹرن آسٹریلیا میں امریکن ایشین سینٹر کے افتتاح کے دوران کہا کہ "آسٹریلیا متحرک تجارت کیلئے ایک دروازہ ہے اور توانائی کے وسائل کی گزرگاہوں کیلئے ایک چوراہے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ راستے بحر ہند کو بحر الکاہل کے ساتھ ملاتے ہیں اور انہی راستوں کے ذریعے پوری دنیا تک توانائی کے وسائل پہنچائے جاتے ہیں۔ اس تناظر میں آسٹریلیا بحر ہند اور بحر الکاہل کے درمیان ایک اسٹرٹیجک (تزویراتی) کراس پوائنٹ تشکیل دیتا ہے"۔ اس نے مزید کہا کہ "یہ کوئی اتفاقیہ بات نہیں تھی کہ آسٹریلیا میں بیرونی سرمایہ کاری بڑھے، جس میں امریکہ کی سرمایہ کاری 100 بلین ڈالر سے زائد ہے کیونکہ عالمی اقتصاد کے دل میں ان پانیوں کی اہمیت بڑھ گئی ہے اور یہ خطے میں امریکی توسیع کے حوالے سے مرکزی نقطہ ارتکاز تشکیل دیتے ہیں۔ ہم ان پانیوں کو بسا اوقات 'ہمارا ایشیائی محور' کا نام دیتے ہیں"۔ اس نے مزید کہا کہ "امریکہ نے ایشیائی اور پیسفک خطے کو بالکل نہیں چھوڑا اور امریکہ بحر الکاہل میں ایک قوت کے طور پر ہمیشہ رہے گا"۔ اس نے مزید کہا کہ "امریکہ کی ایشیا اور بحر الکاہل کے خطے اور ان کے درمیان واقع خطوں کے حوالے سے نقطہ نظر، آسٹریلیا اور امریکہ کے مستقبل کیلئے فیصلہ کن ہوگا" (آئی آئی پی ڈیجیٹل 15 نومبر 2012)۔ اس سینٹر میں کلنٹن نے بھارت سے متعلق امریکی نقطہ نظر کا ذکر کیا اور یہ کہ امریکہ بھارت سے کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا کہ "امریکہ کی اسٹرٹیجک ترجیحات میں سے ہے کہ بھارت کی مشرق کی جانب دیکھنے کی پالیسی کی حمایت کرے اور ایشیائی اداروں اور امور میں بڑا کردار ادا کرنے پر نئی دہلی کی حوصلہ افزائی کرے"۔ اس نے مزید کہا کہ "امریکہ مستقبل میں بھارت اور آسٹریلیا کی مشترکہ بحری مشقوں کا خیر مقدم کرتا ہے اور امریکہ بحر ہند کے بالمقابل ممالک کی یونین برائے علاقائی تعاون کے ساتھ کام کرنے کیلئے پُرعزم ہے، اس یونین کی قیادت 2013 میں آسٹریلیا سنبھالنے والا ہے جس میں امریکہ بات چیت کے شریک کار کی حیثیت سے حصہ لے گا" (آئی آئی پی ڈیجیٹل 15 نومبر 2012)۔ یہ نظریہ اس خطے سے متعلق امریکی طرزِ فکر کی نشاندہی کرتا ہے کیونکہ امریکہ آسٹریلیا کو ایک سرگرم عنصر کے طور پر تسخیر کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ خطے میں چینی نقل وحرکت کا سامنا کرے۔ یہ اس بات کی جانب بھی اشارہ ہے کہ امریکہ بھارت کے ذریعے اپنے اہداف حاصل نہیں کرپایا ہے جس کی زمینی حدود چین کے ساتھ لگتی ہیں، اس لئے وہ آسٹریلیا کو جنوبی بحر چین کے پانیوں میں بھارت کے ساتھ شریک کرنا چاہتا ہے۔ تو آسٹریلیا بھارت کی بہ نسبت امریکی حکمت عملی کے نفاذ کے زیادہ قریب ہے۔ آسٹریلیا سرمایہ داریت کو اختیار کرنے والی ایک مغربی ریاست سمجھی جاتی ہے اور یہ بھی دیگر مغربی استعماری ممالک کی طرح استعماریت کا دلدادہ ہے۔ اس لئے آسٹریلیا تمام استعماری لڑائیوں میں امریکہ کے ساتھ کام کرتا اور اس کے ساتھ تعاون کرتا ہے، جیسا کہ ماضی میں برطانیہ کے ساتھ کام کرچکا ہے۔ چونکہ آسٹریلیا ان دونوں ریاستوں کے مدار میں چکر کاٹتا رہتا ہے، لہٰذا مسلسل ان کے ساتھ شریک رہے گا۔

6۔ جہاں تک جاپان کا تعلق ہے تو امریکہ جاپان میں اپنی قوت کو مستحکم اور چین سے خطے کے دفاع میں جاپان کو بڑا کردار دینا چاہتا ہے۔ امریکہ نے 6 اپریل 2014 کو میزائل ڈیفنس کے مزید بحری جہاز جاپان کی طرف بھیجنے کا اعلان کیا۔ یہ اعلان امریکی سیکریٹری دفاع چک ہیگل نے یہ کہتے ہوئے کیا کہ "امریکہ 2017 کے آغاز میں جاپان کی طرف دو اضافی تباہ کن بحری جہاز (AEGIS ballistic

(missile defence ships) روانہ کرے گا۔ یہ اقدامات شمالی کوریا کی طرف سے اشتعال انگیز کاروائیوں کے جواب میں کئے جارہے ہیں جس نے ہمیں نئے جدید ایٹمی تجربات کی دھمکیاں دی ہیں"۔ اس نے چین کو بھی اپنی عظیم طاقت کے غلط استعمال پر یہ کہتے ہوئے خبر دار کیا کہ "بڑی ریاستوں کے لئے ضروری ہے کہ جبر اور دہشت سے کام نہ لیں کیونکہ اس سے کشمکش جنم لیتی ہیں"۔ اس نے یہ بھی کہا کہ "امریکہ چین کے ساتھ اس کی عسکری طاقت کے استعمال اور شفافیت کی حوصلہ افزائی کے حوالے سے بات چیت کرنا چاہتا ہے" (رائٹرز 6 اپریل 2014)۔ اس نے کریمیا میں روسی اقدامات کی طرف اشارہ کیا تاکہ چین کو جاپان کے ساتھ متنازعہ جزیروں کے حوالے سے اس قسم کی کاروائیوں سے متنبہ کردے۔ اس نے کہا کہ "آپ کے لئے طاقت، جبر اور دہشت کے ذریعے سرحدوں کے نقشے ترتیب دینا، زمینی امن اور ریاستوں کی بالادستی کو پامال کرنا ممکن نہیں رہا خواہ بحرالکاہل کے چھوٹے جزیرے ہوں یا یورپ کے بڑے ممالک"۔ امریکی سیکریٹری خارجہ نے گزشتہ ہفتے جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کے وزرائے دفاع کے ساتھ ایک ملاقات کی اور جنوبی بحر چین میں بڑھتی ہوئی امریکی پریشانی پر انہیں متنبہ کیا (رائٹرز 6 اپریل 2014)۔ جاپانی کیوڈو ایجنسی نے 5 اپریل 2014 کو بتایا کہ "اس بات کی توقع کی جاتی ہے کہ امریکی سیکریٹری دفاع اور جاپانی وزیر دفاع اٹسونوری اونوڈورا (Itsunori Onodera) جاپانی دستور میں ترمیم کرکے جاپان کو اس بات کی اجازت دینے کے موضوع پر بات چیت کریں گے کہ وہ ذاتی دفاع کے حق کو استعمال کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکی سیکریٹری دفاع کے ساتھ اپنی میٹنگ میں اونوڈورا اسلحہ اور دفاعی سازوسامان کی منتقلی بارے میں گفتگو کریں گے اور ممکن ہے کہ طرفین دفاعی سازوسامان کے میدان میں تعاون بڑھانے پر کسی معاہدے پر یکجا ہوجائیں"۔ یعنی امریکہ چاہتا ہے کہ چین کے مقابلے میں خطے کا دفاع کرنے کیلئے جاپان کو کردار دیدے اور یوں اپنے کندھے ہلکے کردے اور جاپانیوں کے قومی جذبات کو ابھارے جن کی خواہش ہے کہ امریکی اثرورسوخ سے آزاد ان کے اپنے نام سے کوئی ذاتی طاقت ہو جس کے ذریعے اپنی حفاظت کرسکیں۔

7۔ جہاں تک کانگرس یا بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کی کامیابی کی صورت میں ایشیا پیسفک سے متعلق امریکی پالیسی کے متاثر ہونے یا نہ ہونے کی بات ہے تو یقیناً یہ متاثر ہوگی کیونکہ کانگرس کی انگریزنوازی پشت درپشت چلی آرہی ہے اور وہ ایک حد تک سیاسی سمجھ بوجھ کی مالک بھی ہے جو اس نے اپنی بوڑھی مادام برطانیہ سے ہی لی ہوئی ہے۔ اس لئے کانگرس امریکہ کیلئے پریشان کن ہے جبکہ بیک وقت وہ برطانیہ کی طرح اس کے ساتھ کشتی بھی لڑتا ہے۔ چنانچہ یہ دیکھا گیا ہے کہ کانگرس نے امریکہ کے ساتھ بعض عسکری معاہدات اور تجارتی تعلقات تو قائم کئے مگر سیاسی تعلقات اور اسٹرٹیجک مسائل میں اس کے لئے تشویش پیدا کرتا رہا ہے۔ مثال کے طور پر کانگرس نے 2004 کی اپنی انتخابی مہم، جس میں اسے کامیابی ملی، کے دوران ایک بیان تیار کیا۔ اس بیان میں اس نے امریکہ سے متعلق اپنا نقطہ نظر واضح کیا اور اس سے پہلے برسراقتدار رہنے والی جنتا پارٹی کی پالیسیوں کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ اس بیان میں کہا گیا تھا کہ **"یہ بات افسوسناک ہے کہ بھارت جیسا بڑا ملک یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کی ماتحت ریاست کی سطح پر آگئی ہے اور یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ اس بات کو ایک مسلمہ حقیقت سمجھتی ہیں کہ بھارت اس کی ماتحت ریاست ہے۔ اس صورتحال نے بی جے پی کی حکومت کو یونائیٹڈ اسٹیٹس کی ترجیحات اور پالیسیوں کے رنگ میں رنگنے پر تیار کردیا ہے۔ بھارتی حکومت کو بھارت کی اپنی خارجہ اور ناگزیر پالیسیوں اور اپنی قومی سلامتی کے مفاد سے دلچسپی نہیں"**۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کانگرس امریکہ کیلئے کس حد تک پریشان کن ہے مگر اس کے باوجود امریکہ نے اسٹرٹیجک مذاکرات بند نہیں کیے بلکہ جون 2010 میں اس کو دوبارہ شروع کیا جو 2004 میں صدر بش کے زمانے میں شروع ہوا تھا۔ امریکی سیکریٹری خارجہ کلنٹن، جو سیمینار برائے مذاکرات میں امریکی وفد کی قیادت کر رہی تھی، نے بھارت کے بارے میں کہا کہ "یہ ہمارا وہ ساتھی ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے اور یہ وہ ساتھی ہے جس پر ہم بھروسہ کرتے ہیں"۔ اس لئے امریکہ کی وفادار بی جے پی کی حکومت کے خاتمے کے بعد جب سے کانگرس کو اقتدار ملا ہے تب سے بھارت کا امریکی پالیسی کے نفاذ کی سمت میں چلنا مشکل ہوگیا ہے۔ ہاں یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب امریکہ اس کو بہت زیادہ اکسائے جیسا کہ ہم نے اس سے قبل ذکر کیا۔ اس کے باوجود بھارت دیرینہ وجوہات کی بنیاد پر کتراتا رہا ہے۔ یہ وجوہات بی جے پی کی حکومت کے دوران بھی موجود تھیں، اس کے باوجود یہ پارٹی امریکی پالیسیوں کو نافذ کرتے وقت ان وجوہات کو خاطر میں نہیں لاتی تھی۔ یہ جانتے ہوئے کہ برطانیہ نے کانگرس پارٹی کو ایسا وفادار بنایا ہوا ہے جو مکمل طور پر اس کی تقلید کررہی ہے اور برطانیہ نے بھارت چھوڑ جانے کے بعد سے اسی کو حکومت سپرد کی تھی، یہ ہمیشہ حکومت میں رہی، ماسوائے 1998 تا 2004 کے عرصے میں، اُس وقت امریکی وفادار بی جے پی کو کامیابی ملی تھی، پھر 2004-2009 کے انتخابات میں اسے دوبارہ کامیابی ملی تھی۔

جہاں تک حالیہ انتخابات کی بات ہے جو 7 اپریل 2014 کو شروع ہوئے، تو اس کے نتائج کا اعلان 16 مئی 2014 کو کیا جائے گا۔ بعض سروے اداروں نے کہا ہے کہ ان کے نتائج اس طرف اشارہ دے رہے ہیں کہ حالیہ انتخابات میں بی جے پی اور اس کے اتحادیوں

کی کامیابی متوقع ہے۔ تو اگر رائے عامہ اور بھارت کے انتخابات کے نگران اداروں کی توقعات سچ ثابت ہوتی ہیں اور بی جے پی کو کامیابی ملتی ہے خواہ اکثریت حاصل کرکے اپنی مستقل حکومت بنائے جو کہ ایک حد تک بعید نظر آتا ہے یا پھر نتائج اس قسم کے ہوں کہ وہ تشکیل پانے والی کسی بھی حکومت سے اپنی شرائط منوا سکتی ہو دونوں صورتوں میں امریکی پالیسی یعنی بھارت کے ذریعے چین کو تنگ کرنے کی پالیسی، کانگرس کے زمانے کی بہ نسبت زیادہ قابل عمل ہوگی، بلکہ زیادہ آسان ہوگی جیسا کہ اس سے پہلے جنتا پارٹی کے دور اقتدار میں تھا۔ اس وقت کانگرس کے کئی دہائیوں تک اقتدار میں رہنے کے بعد لوگوں نے سکھ کا سانس لیا تھا اور جب 2004 میں کانگرس کو دوبارہ حکومت ملی تو امریکا کی بھارتی حکمت عملی کے خلاف الجھن اور گڑبڑ پیدا کرنے کی پالیسی دوبارہ شروع ہوئی مگر اس سے قبل کہ کانگرس امریکی حکمت عملی میں معاونت کیلئے امریکہ کی طرف قدم بڑھائے، امریکہ سے کشتی لڑکر اس سے اپنے مفاد کے معاہدات کروانا چاہتی ہے۔

8۔ جہاں تک چین اور بھارت کے درمیان تقابل کی بات ہے، تو کئی وجوہات سے چین کا پلڑا واضح طور پر بھاری نظر آتا ہے:

پس چین اگرچہ اپنی آئیڈیالوجی کا حامل نہیں اور خارجہ پالیسی اور معاشی واقتصادی پالیسی میں اس سے دستبردار ہوچکا ہے، اسی طرح زندگی کے متعدد میدانوں میں اس کو خیرباد کہہ دیا ہے، مگر کیمونسٹ پارٹی کے نام سے حکومت کی حد تک اس کی حفاظت اس لئے کرتا ہے تاکہ پارٹی اور اس کے پیروکاروں کے مفادات اور ریاست کی آزادی واستحکام کا تحفظ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آزادی سے نقل وحرکت کرسکتا ہے اور اسی وجہ سے ایک ماتحت یا مدار میں چکر کاٹنے والی ریاست بننے سے بچا ہوا ہے بلکہ وہ عالمی سطح کی بڑی ریاست بننے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ قومی دفاعی یونیورسٹی کے استاد کی حیثیت سے فرائض سرانجام دینے والے چینی کرنل لیو مینگو، جو نوجوان افسروں کو تربیت دیتا ہے، نے اپنی کتاب "چینی خواب" میں اس کو بیان کیا ہے اور چینی قوم کو دعوت دی ہے کہ وہ دنیا کی طاقتور ترین فوج تیار کرے اور یہ کہ عالمی ہیرو امریکہ پر چڑھائی کرنے کیلئے جلد متحرک ہوجائے۔ اس نے اپنے ملک کو نمبر ون بننے کیلئے عالمی اہداف ومقاصد کے حصول سے متعلق نرمی وعاجزی کو دور پھینکنے بلکہ ان اہداف کی طرف چھلانگ لگانے کی دعوت دی ہے۔ اس نے مزید کہا ہے کہ اگر چین اکیسویں صدی میں عالمی نمبر ون ریاست اور سپر طاقت نہیں بن پاتا تو چین کو حتمی طور پر کنارے لگایا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ چین کو اپنی قوت اور چیلنج کی صلاحیت کا بھرپور احساس ہے اور اگر صرف اپنی عملداری کی حفاظت تک اپنے آپ کو محدود نہ کرتا اور اس بات کو قبول نہ کرتا کہ وہ امریکہ کے ساتھ مقابلہ صرف چین کے خلاف امریکی نقل وحرکت کے جوابی عمل کی حد تک کرے گا اور چین امریکی اثر ونفوذ والے خطوں میں اس کیلئے خطرہ نہیں بنے گا اور اگر چین کئی میدانوں بالخصوص معیشت واقتصاد میں سرمایہ داریت کی راہ پر نہ چلتا تو عالمی طور پر اس کا چرچا ہوتا اور امریکی مفادات پر قوت کے ساتھ اثر انداز ہوتا۔ بہر حال چین کو اپنی قوت کا احساس ہے اور بھلے صرف اپنے علاقے کی حد تک ہی کیوں نہ ہو وہ اپنی خود مختاری کی بقاء کی جدوجہد کرتا رہتا ہے۔

اور جہاں تک بھارت کا تعلق ہے تو اس کا نہ تو کوئی مبداء (آئیڈیالوجی) ہے اور نہ ہی کسی آئیڈیالوجی سے نکلنے والے افکار اس کے پاس موجود ہیں۔ البتہ وہاں سرمایہ داریت کو اس لئے نافذ کیا جاتا ہے تاکہ وہ مغرب بالخصوص برطانیہ کی ماتحتی کی ضمانت فراہم کرسکے اور اس چیز کا اس کی ترقی یا اس کو ایک آزاد ریاست بنانے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ بھی خطے کی باقی ماتحت ریاستوں کی طرح ایک ریاست ہے کیونکہ اس پر سرمایہ دارانہ نظام استعماری قوت کے ذریعے مسلط کیا گیا اور جسے اب تک مسلط رکھا گیا ہے۔ اس وجہ سے یہ نہ تو ایک خود مختار ریاست ہے اور نہ ہی اس کے پاس قوت وسرعت کے ساتھ کام کرنے، شعور اور ذاتی منصوبہ بندی کی کوئی اُمنگ موجود ہے۔ یہ اب بھی ایک ماتحت ریاست ہے اور اس کی پالیسیاں آزاد نہیں ہوا کرتیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ سیاسی میدان میں سست رفتاری کے ساتھ حرکت کناں ہے اور ہمیشہ سے بیرونی اثرات قبول کرتا ہے، بجائے اس کے کہ خود کسی پر اثر انداز ہو، نہ ہی کسی کاروائی میں پہل کرتا ہے۔ تو یہ ہمیشہ سے اثر پذیری کی کیفیت سے دوچار رہتا ہے، خواہ برطانیہ کی طرف سے ہو جو اس کا پرانا آقا ہے یا امریکہ کی طرف سے جو اس کے اردگرد ہاتھ مارتا رہتا ہے جہاں اس نے اپنے پیروکاروں کی ایک مضبوط سیاسی قوت تشکیل دی ہے۔ اس لئے اس پہلو سے یہ چین سے مختلف ہے۔ فکری طور پر بھارت ایک پسماندہ مملکت ہے۔ اس کے کوئی متعین فکری اصول نہیں ہیں۔ اس کے سیاسی بساط پر کام کرنے والے بھی کسی اصول وضوابط کے پابند نہیں۔ اس لئے اس میں مالیاتی وسیاسی کرپشن عام ہے اس حد تک کہ تقریباً تمام کے تمام سیاست دانوں کی یہی حالت ہے۔ اس لئے اس کا علاقائی یا عالمی سطح پر ایک بڑی ریاست بننا مشکل ہے زیادہ سے زیادہ جو کچھ ممکن ہے وہ یہ کہ بھارت مستقبل میں مدار والی ریاست بن جائے اور کسی دوسری بڑی ریاست کے مدار میں چکر کاٹنے لگے، خواہ یہ مدار امریکہ کا ہو یا برطانیہ کا یا دونوں کا۔

یہ تو تھا سیاسی پہلو سے، جہاں تک اقتصادی پہلو کا تعلق ہے تو چینی معیشت بھارت کی معیشت سے چار گنا تک بڑی ہے۔ اس کے ساتھ چین غربت کی سطح کو کم کرنے

کے قابل ہوا ہے جبکہ دنیا کے 66 فیصد غریب لوگ بھارت میں رہتے ہیں اور بھارت چین کے ساتھ معاشی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چین نے ایک بڑا وسیع صنعتی شعبہ قائم کر لیا ہے جس کے باعث اس کے پاس کرنسی کے ریزرو اثاثوں کی ایک بڑی مقدار موجود ہوئی ہے، جو اس کو عالمی معیشت پر اثر انداز ہونے کے قابل بناتا ہے۔ جہاں تک بھارت میں صنعت سازی کا تعلق ہے تو پیداوار اور صنعتی فروغ کے حوالے سے بھارت چین کی سطح سے ابھی کوسوں دور ہے، بالخصوص بھاری مشینری اور جدید ٹیکنالوجی کے حوالے سے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بھارت کے اندر سرے سے اس طرح کے کام ہوتے ہی نہیں بلکہ یہ ہے کہ چین کی بہ نسبت اس کو پسماندہ کہا جاسکتا ہے۔

جہاں تک عسکری پہلو کا تعلق ہے تو چین کا سرکاری فوجی بجٹ 119 بلین ڈالر ہے، یہ 38 بلین ڈالر کے بھارتی دفاعی بجٹ سے تین گنا زیادہ ہے۔ چین نے اپنی مسلح افواج کی جدید تربیت کے حوالے سے اہم پیش رفت کی ہے۔ چین اب اپنے پلیٹ فارم بنا رہا ہے (یہ پلیٹ فارم بحری جہاز، ٹینک اور لڑاکا طیاروں جیسے بھاری فوجی سامان کی تیاری کیلئے ہے)۔ چین اپنے بیڑے کی توسیع کر رہا ہے اور اپنے خطے پر تسلط حاصل کرنے کیلئے سرگرم اقدامات کر رہا ہے۔ لیکن بھارت جس نے حال ہی میں اپنے فوجی پروگرام کی تشکیل جدید کے لئے سرمایہ کی فراہمی کے لئے اپنے وسائل کو ترقی یافتہ بنانا شروع کیا ہے، اب تک گوناگوں مسائل سے دوچار ہے۔ دوسری طرف بھارت فوجی سامان درآمد کرنے والے بڑے ممالک میں سے ایک ہے۔ باوجودیکہ اس کے اپنے داخلی عسکری وسائل کی تجدیدی کوششوں پر دو دہائیاں گزر چکی ہیں مگر یہ اب تک قابل ذکر پلیٹ فارم کو جدید شکل دینے میں ناکام ہوا ہے۔ پیٹر ڈی ویزمین، جو سٹاک ہولم میں انسٹیٹیوٹ فار انٹرنیشنل پیس ریسرچ کا ایک سینئر تحقیق کار ہے، کہتا ہے کہ "**میں نہیں سمجھتا کہ بھارت کے علاوہ دنیا کا کوئی دوسرا ملک جس نے اسلحہ بنانے میں سنجیدہ ہو کر کام کیا ہو اور وہ کلی طور پر ناکام ہوا ہو**"۔ (اسلحہ درآمد کرنے والا دنیا کا بڑا ملک، انڈیا علاقائی سطح پر اسلحہ فروخت کرنا چاہتا ہے، نیویورک ٹائمز، مارچ 2014)۔

اس طرح چین اور بھارت کے درمیان تقابل کریں تو چین کا پلڑا بھارت کے مقابلے میں کئی گنا بھاری ہے۔

9۔ اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ امریکہ نے اپنے وفادار پاکستانی حکمرانوں کے ذریعے پاکستان کے ساتھ بھارت کی مغربی سرحد کو محفوظ بنا کر چین کے ساتھ کشمکش کیلئے بھارت کو شمالی محاذ کی طرف لگایا۔ اس کی خاطر امریکی پٹھو پاکستانی حکمرانوں نے امریکہ نواز بی جے پی کے دور حکومت میں بھارت کو بڑی بڑی مراعات دیں۔ اور جب کانگرس کو اقتدار ملا تو کانگرس نے حقیقی لائن آف کنٹرول کہلائے جانے والے اس محاذ پر کاروائی کے حوالے سے پسپائی اختیار کی کیونکہ بھارت چین کا سامنا کرنے سے خائف ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ پارٹی انگریزوں کی وفادار ہے جو امریکی منصوبوں کے مطابق چال چلن پر بھارت کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔ تب امریکہ نے بھارت کو مشرق پر توجہ مرکوز کرنے کی ہدایات دیں یعنی بحر الکاہل کے خطے بالخصوص جنوبی بحر چین کی طرف اور اس کو اس بات پر اکسایا کہ بھارت وہاں پر موجود تیل و گیس کے ذخائر سے اپنا حصہ وصول کرنے کا حق رکھتا ہے۔ امریکہ کے کہنے پر اس نے ویتنام کے ساتھ تعاون کرنا شروع کیا جو ان ذخائر پر اپنے حق کا دعویدار ہے اور چین کے ساتھ جزائر سپراٹلی پر اس کے تنازعات چل رہے ہیں.....اس طرح امریکہ نے آسٹریلیا کو بھی اس جانب متوجہ کیا تاکہ چین کے مقابلے کیلئے کئی ممالک پر مشتمل بلاک کی تشکیل کی کوششوں میں اس کو شریک کر سکے.....امریکہ اب جاپان کو زیادہ فعال کردار دینے پر کام کر رہا ہے تاکہ دفاع کی ذمہ داریوں میں کمی کر سکے۔ اور اگر بی جے پی حالیہ انتخابات میں کامیاب ہو جاتی ہے اور دوبارہ اقتدار حاصل کر لیتی ہے تو اس امر کا امکان ہے کہ مشرقی خطے یعنی جنوبی بحر چین میں امریکہ کی ہمرکابی میں بھارت کی سرگرمی بڑھ جائے۔ جہاں تک چین اور بھارت کی طاقت کا تعلق ہے تو ان کے درمیان بڑا فرق ہے اور اگر چین صرف اپنی عملداری کی حفاظت تک اپنے آپ کو محدود نہ کرتا اور اس بات کو قبول نہ کرتا کہ وہ صرف چین کے حوالے سے امریکی نقل و حرکت کے جوابی عمل کے طور پر امریکہ کا مقابلہ کرے گا اور چین امریکی اثر و نفوذ والے خطوں میں اس کیلئے خطرہ نہیں بنے گا اور اگر چین کئی میدانوں بالخصوص معیشت و اقتصاد میں سرمایہ داریت کی راہ پر نہ چلتا تو عالمی طور پر اس کا چرچا ہوتا اور امریکی مفادات پر مضبوط انداز سے اثر انداز ہو سکتا تھا۔

12 جمادی الثانی 1435ھ

12 اپریل 2014م

نوید بٹ کا اغوا: دوسال، حد ہو گئی!

حزب التحریر نے ملک بھر میں نوید بٹ کے اغوا کے خلاف مظاہرے کیے

حزب التحریر ولایہ پاکستان نے ملک بھر میں نوید بٹ، ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان، کے اغوا کے دو سال مکمل ہونے پر مظاہرے کیے۔ مظاہرین نے بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر تحریر تھا: **"دو سال، حد ہو گئی! خلافت کے داعی نوید بٹ کو رہا کرو"، "ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک ختم کرو، حزب التحریر پر ریاستی ظلم بند کرو"۔**

مظاہرین کا یہ کہنا تھا کہ اغوا کو دو سال مکمل ہونے کے باوجود سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں کے پاس نوید بٹ کے خلاف کچھ ثابت کرنے کے لیے ایک بھی سچا الزام موجود نہیں ہے، لہٰذا وہ انہیں کسی عدالت میں پیش کرنے یا سیدھے طریقے سے چھوڑ دینے سے خوفزدہ ہیں۔ مظاہرین یہ رائے رکھتے تھے کہ یہ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ پاکستان میں، جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا، نوید بٹ جیسے افراد کو تو اغوا کر لیا جاتا ہے جبکہ امریکی نجی فوجی تنظیموں اور انٹیلی جنس، جیسا کہ ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کو مکمل آزادی فراہم کی جاتی ہے کہ وہ پاکستان بھر میں فوجی و شہری تنصیبات پر حملے کروائیں۔

مظاہرین نے نوید بٹ کی فوری بازیابی کا مطالبہ کیا۔ سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار یہ جان چکے ہوں گے کہ نوید بٹ یا حزب التحریر کے کسی بھی شاب کا اغوا خلافت کے قیام کی راہ پر حزب التحریر کی پیشقدمی کی رفتار کو سُست نہیں کر سکا بلکہ ان واقعات نے حزب اور اس کے شباب کے ایمان اور استقامت کو مزید مضبوط اور اور منزل کی جانب ان کی رفتار کو بڑھا دیا ہے۔ مظاہرین نے افواج میں موجود مخلص افسران سے پاکستان کی مقدس سرزمین پر خلافت کے قیام کے لیے نصرۃ کا مطالبہ بھی کیا۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس



نوید بٹ کے خاندان نے پریس کانفرنس منعقد کی

نوید بٹ کا اغوا: دو سال، حد ہو گئی! نوید بٹ کو فوری رہا کیا جائے

آج نوید بٹ کی اہلیہ محترمہ سعدیہ راحت ایڈووکیٹ اور ان کے خاندان کے دیگر افراد نے اسلام آباد پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ محترمہ سعدیہ راحت ایڈووکیٹ نے میڈیا کو نوید بٹ کے اغوا اور اب تک کی عدالتی کاروائی سے آگاہ کیا۔

محترمہ سعدیہ راحت ایڈووکیٹ نے کہا کہ نوید بٹ کو دو سال قبل حکومتی ایجنسیوں نے اغوا کیا تھا اور اب تک وہ لاپتہ ہیں۔ انہیں اس لیے اغوا کیا گیا کیونکہ وہ ایک عالمی اسلامی سیاسی جماعت حزب التحریر کے ولایہ پاکستان میں ترجمان ہیں۔ اغوا کے دن سے آج تک ان کے خاندان کو انہیں دیکھنے تک کا موقع فراہم نہیں کیا گیا۔ میرے بچے جن کی آنکھوں کے سامنے ان کے والد کو اغوا کیا گیا تھا، اکثر رات کو روتے ہوئے اٹھ جاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ ان کے ابو کب آئیں گے؟ یہ ظلم اور ناانصافی اُس ملک میں ہو رہی ہے جس کی تخلیق "لا إله إلا الله" کی بنیاد پر ہوئی تھی۔

محترمہ سعدیہ راحت ایڈووکیٹ نے نوید بٹ کے اغوا سے لے کر آج کے دن تک ہونے والی عدالتی کاروائی سے میڈیا کو آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ 11 مئی 2012 کو ان کے اغوا کے فوراً بعد اسلام آباد ہائی کورٹ میں ایک آئینی پٹیشن داخل کی گئی۔ چیف جسٹس اسلام آباد ہائی کورٹ نے مسؤل علیہان کے نام نوٹس جاری کیے جن میں ڈائریکٹر جنرل آئی۔ایس۔آئی اور ڈائریکٹر جنرل ایم۔آئی بھی شامل تھے اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ نوید بٹ کو اگلی پیشی پر حاضر کیا جائے۔ اس کے علاوہ لاہور کے لیاقت آباد پولیس اسٹیشن میں ایف۔آئی۔آر نمبر 12/566 درج کی گئی جس میں ڈائریکٹر جنرل آئی۔ایس۔آئی اور ڈائریکٹر جنرل ایم۔آئی کو ملزمان نامزد کیا گیا تھا۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب ڈائریکٹر جنرل آئی۔ایس۔آئی اور ڈائریکٹر جنرل ایم۔آئی کو ایک سول عدالت میں ملزمان کے طور پر نامزد کیا گیا۔ لیکن چند پیشیوں کے بعد اسلام آباد ہائی کورٹ نے اچانک اس مقدمے کو یہ کہہ کر سننے سے انکار کر دیا کہ یہ واقع کیونکہ لاہور میں پیش آیا ہے اور اس کی ایف۔آئی۔آر بھی لاہور میں ہی درج ہوئی ہے لہٰذا یہ مقدمہ اس کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا اور لاہور ہائی کورٹ میں یہ مقدمہ سنا جانا چاہیے۔ ہم نے اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا لیکن انہوں نے اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھا۔

پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب ڈائریکٹر جنرل آئی۔ایس۔آئی اور ڈائریکٹر جنرل ایم۔آئی کو ایک سول عدالت میں ملزمان کے طور پر نامزد کیا گیا

جون 2013 سے یہ مقدمہ لاہور ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے لیکن اب تک کوئی خاص پیش رفت نہیں ہو سکی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ کو دباؤ میں لانے کے بعد ایجنسیاں اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں گی کہ یہ مقدمہ عدالتی قبرستان میں دفن ہو جائے جبکہ یہ مقدمہ ایک تاریخی روایت قائم کر سکتا تھا۔ حکومت ایسا اس لیے کر رہی ہے کہ حکومت کے پاس اپنے حق میں کہنے کو ایک بھی لفظ سچائی کا نہیں ہے اور وہ اس بات سے خوفزدہ ہے کہ اگر اسے عدالت میں اس ناانصافی کا جواب دینا پڑا تو نوید بٹ جس دعوت کا داعی ہیں اسے مزید مقبولیت حاصل ہو گی۔

محترمہ سعدیہ راحت ایڈووکیٹ اور نوید بٹ کے خاندان کے دیگر افراد نے حکومت سے نوید بٹ کی فوری بازیابی کا مطالبہ کیا کیونکہ نہ تو اس نے کوئی جرم کیا ہے اور نہ ہی وہ کسی مجرمانہ مقدمے میں مطلوب ہے بلکہ وہ ایک معزز اور انتہائی قابل انجینئر ہے جو پاکستان اور اس کے لوگوں کو امریکی غلامی کی قید سے نکالنے کی جدوجہد کر رہا ہے اور انہیں یہ موقع فراہم کرنا چاہتا ہے کہ وہ اسلام کے زیر سایہ اپنی زندگی بسر کر سکیں، لہٰذا نوید بٹ کو فوری رہا کیا جائے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتی ہے کہ وہ جابروں کے ظلم سے خوفزدہ ہو کر خلافت کے قیام کی جدوجہد سے دست بردار نہیں ہو گی اور نہ ہی اپنی رفتار میں کوئی کمی لائے گی اور حزب یہ یقین رکھتی ہے کہ انشاء اللہ وہ دن اب دور نہیں جب خلافت پاکستان کی سرزمین پر قائم ہو گی اور لوگ نوید بٹ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے خلافت کا استقبال کریں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، **أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ** "کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ ہی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کا ڈر رکھو، اگر تم ایمان والے ہو" (التوبۃ:13)

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس



پریس کانفرنس: نوید بٹ کی اہلیہ محترمہ سعدیہ راحت ایڈووکیٹ اور ان کے خاندان کے دیگر افراد کا اسلام آباد پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب



اسلام آباد: نوید بٹ، ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان، کے اغوا کے دو سال مکمل ہونے پر مظاہرے



اسلام آباد: مظاہرین نے نوید بٹ کی فوری بازیابی کا مطالبہ کیا



کراچی۔ دو سال، حد ہو گئی! خلافت کے داعی نوید بٹ کو رہا کرو، ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک ختم کرو، حزب التحریر پر ریاستی ظلم بند کرو

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز ز اور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور وڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا ابن خلیل ابوالرَشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس